مجرم کون

جے۔ بی۔ پریسٹلے کے کھیل

"AN INSPECTOR CALLS"

سے ماخوذ

تہذیب و ترجمہ
اظہار کاظمی

مرتب
نعیم طاہر

مجلسِ ترقیٔ ادب
کلب روڈ — لاہور

طبع اول : جنوری ۱۹۶۶ع

تعداد : ۱۱۰۰

ناشر : سید امتیاز علی تاج ، ستارۂ امتیاز
ناظم مجلس ترقی ادب لاہور

مطبع : شفیق پریس لاہور ۔

مہتمم : ایس ۔ ایم ۔ شفیق

مجرم کون

یہ کھیل پہلی مرتبہ پاکستان آرٹس کونسل لاہور نے اکتوبر ۱۹۵۷ء میں الحمرا ہال میں پیش کیا۔

کھیل کو نعیم طاہر نے ڈائرکٹ کیا اور مندرجہ ذیل فنکاروں نے حصہ لیا۔

★★★

★ مسعود علی خاں ------ شعیب ہاشمی

★ پرویز --------- اظہار کاظمی

★ شیریں --------- یاسمین امتیاز علی

★ سلطانہ -------- خورشید شاہد

★ اختر -------- سکندر شاہین

★ انسپکٹر ----- کامیدار

★ بیرا ---- اقبال

ترجمہ ----- اظہار کاظمی

ہدایات ----- نعیم طاہر

پہلا ایکٹ

سین :

کراچی کے صنعتی علاقے میں مسعود علی خاں کے گھر میں کھانے کا کمرا—۱۹۵۵ع کی ایک شام

کھانے کے کمرے کی کشادگی سے اندازہ لگایا جا سکتا ھے کہ یہ کمرا خاصے بڑے گھر کا حصہ ھے ، جیسے گھر عموماً صنعت کار فیکٹریوں کے نزدیک بنا لیتے ھیں - فرنیچر عمدہ اور بھاری قسم کا ھے اور اس سے مالک کا متمول ھونا عیاں ھے - کمرے میں صرف ایک دروازہ ھے جو سٹیج کے درمیان سے ذرا پیچھے بائیں ھاتھ کی دیوار میں واقع ھے - سٹیج کی پیچھے کی دیوار میں ایک کٹاؤ ھے جس میں ایک سائیڈ بورڈ رکھا ھے - اس سائیڈ بورڈ پر چاندی کا ایک شمع دان اور کچھ دوسرے قیمتی اور پرتکلف برتن پڑے ھیں - آتش دان دائیں طرف کی دیوار میں ھے - بائیں طرف سے ، سٹیج پر ذرا آگے ، سامعین کے نزدیک تر ، ایک ڈیسک اور ایک کرسی پڑے ھیں - دائیں طرف سامعین سے نزدیک ایک کونے میں تپائی پر ٹیلیفون پڑا ھے - تقریباً سٹیج کے بیچوں بیچ ایک مضبوط قسم کی کھانے کی میز ھے جس کے گرد کرسیاں لگی ھیں - یہ میز زیادہ بڑی نہیں - ممکن ھو تو بیضوی شکل کی میز رکھی جائے - میز پر سفید کپڑا بچھا ھے اور برتن وہ ھیں جو کھانے کے اختتام پر ھوتے ھیں - دیواروں پر بہت بڑی بڑی

چند تصویریں آویزاں ہیں جو ضروری نہیں کہ فن کی سمجھ کی وجہ سے چنی گئی ہوں۔ مجموعی تاثر بوجھل پن، تعیش اور کچھ پرانے طریق کا ہے۔ گھریلو پن اور بے تکلفی کا احساس نہیں ہے۔

جب پردہ اٹھتا ہے تو بیرہ، 'ڈی سوزا' میٹھے کے برتن اور Finger Bowls اٹھا کر لے جا رہا ہے۔ میز کے گرد مسعود علی خاں (ایک سرے پر)، سلطانہ، شیریں، پرویز اور اختر بیٹھے ہیں۔ سب لوگ پرتکلف لباسوں میں ملبوس ہیں۔ مردوں نے ڈنر سوٹ پہن رکھے ہیں۔ مسعود علی خاں قدرے بھاری جسم کا آدمی ہے۔ عمر پچاس سال، حرکات و سکنات میں اعتماد ہے لیکن لہجہ میں صوبائیت ہے۔ سلطانہ اس کی بیوی بھی پچاس کے لگ بھگ ہے۔ طبیعت میں روکھا پن ہے اور خود کو مسعود علی خاں سے سوشل طور پر برتر سمجھتی ہے۔ شیریں کوئی بیس سال کی خوش باش اور شوخ لڑکی ہے۔ زندگی سے بھرپور اور لاپروا۔ پرویز کوئی تیس سال کا ہے — خوش شکل، مضبوط جسم کا اور خود اعتمادی سے بھرپور۔ اختر کوئی پچیس سال کا ہوگا۔ قدرے Nervous ہے اور کسی حد تک مزاج سیماب صفت ہے۔

اس وقت سب کھانے سے فارغ ہو چکے ہیں۔ یہ ایک خاص موقع ہے۔ سب بہت خوش ہیں۔

مسعود علی خاں

کیوں ڈی سوزا، قہوہ لا رہے ہو؟ ہاں بات ہوئی نا! پرویز یہ قہوہ پی کر دیکھو، لطف آ جائے گا، رنگون والا کے ہاں سے منگوایا ہے۔ میں نے سنا ہے تمھارے ابّا میاں بھی وہیں سے قہوہ خریدتے ہیں۔

پرویز

پھر تو یقین ہے بہت اچھا ہوگا ۔ ابا میاں تو قہوے پر جان چھڑکتے ہیں ۔ بڑی چھان بین کے بعد خریدتے ہیں ۔ ویسے مجھے اچھے برے قہوے کی کوئی خاص تمیز نہیں ۔

شیریں

شکر کا مقام ہے کہ تمہیں قہوے کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ، ورنہ گردن جھولنے لگتی ۔ منہ میں دانت ہوتے نہ پیٹ میں آنت ۔ سنا ہے قہوہ پینے والے وقت سے پہلے بوڑھے ہو جاتے ہیں ۔

مسعود علی خاں

میری گردن تو ابھی قائم ہے اور دانت بھی خدا کے فضل سے صحیح سالم ہیں ۔

شیریں

ہاں ابھی تک تو خیریت ہے ، مگر آپ پیتے بھی تو زیادہ نہیں ہیں ۔

مسعود علی خاں

ارے سلطانہ ، تم نے تو اپنی پیالی کو ہاتھ بھی نہیں لگایا ؟ ڈارلنگ عید بقرعید تو جولاہے بھی پان کھا لیتے ہیں ۔

شیریں

ہاں ہاں ، ممی ! یہ قہوہ دوا سا تو معلوم ہوگا مگر آج ہماری خاطر پی کر تو دیکھیے ۔

سلطانہ

اچھا بھئی ، آپ سب اصرار کرتے ہیں تو یوں ہی سہی - بس آدھی پیالی -

مسعود علی خاں

بھئی واہ وا - This is very nice - کھانا بھی خوب تھا - سلطانہ ڈارلنگ ، یہ نیا خانساماں مبارک ہو !

پرویز

جی ہاں ، کھانا واقعی نفیس تھا -

سلطانہ

مسعود یہ باتیں کوئی مہمان کے سامنے ——

مسعود علی خاں

تو پھر کیا ہوا ؟ پرویز کوئی غیر ہیں ؟ میں تو انہیں گھر کا ہی آدمی سمجھتا ہوں - کیوں پرویز ! اعتراض تو نہیں تمھیں ؟

شیریں

بھلا اعتراض کرو تو سہی -

پرویز

میری توبہ ، میں تو خود یہی چاہتا ہوں کہ آپ مجھے مہمان نہ سمجھیں ، گھر کا آدمی ہی تصور کریں اور ایک عرصے سے کوشش بھی اس بات کی کر رہا ہوں - کیوں

شیریں ! تم تو اچھی طرح جانتی ہو ۔

سلطانہ

(مسکراتے ہوئے) ہاں ہاں ، کیوں نہیں ۔

شیریں

جی ہاں ۔ بس گرمیوں بھر جناب کے درشن نہیں ہوئے تھے ! میں حیران پریشان رہی کہ غائب کہاں ہو گئے ہو ۔

پرویز

حالانکہ میں نے جبھی بتا دیا تھا کہ فیکٹری میں کام کے مارے سر اٹھانے کی مہلت نہیں ملی ۔

شیریں

ہاں کم از کم کہتے تو یہی تھے ۔

سلطانہ

اوہ شیریں ! Don't tease him ! ۔ پریشان نہ کرو ۔ شادی ہو جائے گی تو معلوم ہوگا تمہیں کہ بزنس میں کبھی کبھی اتنا کام بھی ہوتا ہے کہ سر کھجانے کی مہلت نہیں ملتی ۔ رفتہ رفتہ تمہیں بھی ان باتوں کی عادت ویسے ہی پڑ جائے گی جیسے مجھے پڑ چکی ہے ۔

شیریں

جی نہیں ، میں نہیں یہ برداشت کرنے کی ۔ خیال رکھنا ذرا !

پرویز

ہاں ہاں بھئی ، ضرور ۔

[اختر بے اختیار ہنس پڑتا ہے]

شیریں

کوئی بڑی ہنسی کی بات سر زد ہو گئی ہے کیا ؟

اختر

پتا نہیں ۔ واقعی سچ ۔ بس یونہی ایک دم ہنسنے کو جی چاہا ۔

شیریں

کچھ بھنگ پی لی ہے کیا ؟

اختر

نہیں تو ۔

سلطانہ

شیریں ، بات کرنے کا یہ کون سا طریقہ ہے ؟ آج کل کی لڑکیاں عجیب عجیب باتیں سیکھ لیتی ہیں ۔

اختر

ممی ، آپ کا خیال ہے شیریں بس یہی ——

شیریں

اختر بے تکی باتیں مت کرو ۔

سلطانہ

اچھا اچھا ۔ Stop it ۔ چپ ہو جاؤ تم دونوں ۔ ہاں مسعود وہ تمھاری تجویز جو تھی ـــــــ

مسعود علی خاں

ارے ہاں پرویز میاں ، جہاں تک میرا خیال ہے تم بھی چاہتے تھے کہ آج کی دعوت میں گھر کے لوگ ہی ہوں ۔ البتہ یہ افسوس ضرور ہے کہ اس مختصر سی دعوت میں سر یعقوب اور لیڈی یعقوب شامل نہیں ہو سکے ۔ ان کی کمی ضرور محسوس ہو رہی ہے ۔ کیا کیا جائے وہ ولایت جو گئے ہوئے ہیں ۔ میں نے تمھیں بتایا تھا نا انھوں نے وہاں سے مبارک باد کا تار بھیجا ہے ۔ سچ پوچھو تو اس قسم کی گھریلو تقریب زیادہ اچھی ہوتی ہے ۔

سلطانہ

مجھے تو ایسی ہی دعوتیں پسند ہیں ۔

پرویز

جی ، بالکل ، آپ درست فرماتی ہیں ۔

مسعود علی خاں

نہیں ایسے نہیں ۔ ایسے خوشی کے موقعے میری زندگی میں بہت کم آئے ہیں ۔ اختر یہ بات تم ابھی نہیں سمجھ سکتے ۔ جب تمھاری اپنی بچی ہوگی تب تمھیں معلوم ہوگا ۔ پرویز تم اندازہ نہیں کر سکتے شیریں سے تمھاری نسبت کی مجھے

کس قدر خوشی ہوئی ہے ۔ مجھے امید ہے تم دونوں ساری عمر خوش و خرم رہو گے ۔ صاف بات یہ ہے ، مجھے اپنی بیٹی کے لیے ایسے ہی شوہر کی تلاش تھی ۔ تمھارے ابا میاں اور میں ادھر کچھ عرصے سے بزنس کے معاملات میں ایک دوسرے سے ٹکرا جاتے ہیں ، حالانکہ ظاہر ہے 'یعقوب لمیٹڈ' 'مسعود علی اینڈ کو' کے مقابلے میں کہیں پرانا اور وسیع کاروبار ہے ۔ بہ ہر حال اب تمھارے وسیلے سے ہم پھر ایک ہو گئے ہیں اور شاید ایک دن ایسا بھی آئے جب 'یعقوب لمیٹڈ' اور 'مسعود علی اینڈ کو' بجائے مقابلہ کرنے کے مل جل کے کام کریں تا کہ لاگت کم آئے اور قیمت زیادہ ملے ۔

پرویز

! Hear ! Hear ۔ ضرور ! ضرور ! میرا خیال ہے ابا میاں کو کوئی اعتراض نہ ہوگا ۔

سلطانہ

بھئی مسعود Don't talk business ۔ بھلا یہ بھی کوئی موقع ہے ؟

شیریں

ہاں ڈیڈی واقعی ، یہ بھی کوئی بات ہوئی ۔

مسعود علی خاں

اچھا بھئی اچھا ، ٹھیک ہے ۔ میں نے تو یونہی By the way

ذکر کر دیا تھا۔ دراصل میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ شیریں بڑی Lucky ہے اور تم بھی پرویز قسمت کے دھنی ہو۔

شیریں

جی ہاں، درست فرمایا آپ نے، کم از کم اس دفعہ تو۔

مسعود علی خاں

ہاں تو پرویز اور شیریں میری دعا ہے تم دونوں ہنسی خوشی زندگی گزارو۔ تمھاری خوش آیند زندگی کے لیے——

سلطانہ

ہاں پرویز! میری بچی کو خوش رکھنا۔ میری دعائیں تمھارے ساتھ ہیں۔

پرویز

Thank you

اختر

مبارک ہو۔ پرویز! اس لڑکی کو غصہ ذرا جلدی ہی آجاتا ہے۔ ویسے طبیعت کی بری نہیں۔ کیوں پارٹنر؟

شیریں

تم میرا خیال رکھنا ورنہ میں رونے لگتی ہوں۔

پرویز

اچھا اگر ہم تمھیں ایک بڑی اچھی سی چیز دیں، پھر تو

نہیں روؤگی ؟

شیریں

پرویز لے آئے تم ؟ وہی لائے ہو نا جو مجھے پسند تھی ؟

پرویز

ہاں ہاں ، وہی ہے ۔

شیریں

اوہ! ونڈر فل ۔ دیکھیے ممی کیسی اچھی ہے ۔ Oh ! darling ڈیڈی کتنی اچھی انگوٹھی ہے ۔ اب واقعی لگتا ہے کہ منگنی ہوئی ہے ۔

سلطانہ

ہاں ہاں اور کیا ؟ مگر ذرا احتیاط سے ، بڑی خوبصورت انگوٹھی ہے ۔ کہیں ادھر اُدھر نہ ہو جائے ۔

شیریں

آپ اطمینان رکھیے ایک منٹ کو بھی علیحدہ نہیں کروں گی ۔

سلطانہ

خیر انگوٹھی آئی بڑی عمدہ ہے ۔ پرویز آدمی خوش ذوق ہو ۔ اچھا مسعود تم کچھ اور تو نہیں کہنا چاہتے ہو ؟ میں اور شیریں ذرا ڈرائنگ روم میں چلتے ہیں ——

مسعود علی خاں

میں اس موقع پر بس یہی کہنا چاہتا ہوں کہ ——

شیریں! سن رہی ہو تم ؟ اس بات کا تعلق تم سے بھی ہے۔ سمجھیں؟ بھئی میں روز روز تو لکچر نہیں دیتا!

شیریں

I am sorry Daddy ۔ ویسے میں سن رہی تھی۔

مسعود علی خاں

مجھے اس منگنی سے بڑی خوشی ہوئی ہے ۔ اب تم لوگوں کی شادی بھی جلدی ہو جانی چاہیے ۔ لوگ کہتے ہیں کہ صاحب آج کل زمانہ بڑا خراب ہے ، مگر میں کہتا ہوں یہ لوگ احمق ہیں ۔ بزنس مین کی حیثیت سے میں نے زندگی میں بڑی اونچ نیچ دیکھی ہے ۔ دن رات ہزاروں لاکھوں کے وارے نیارے کیے ہیں ۔ میں کہتا ہوں یہ زمانے ومانے کی باتیں سب بکواس ہیں ۔ شادی کرنے کے لیے اس سے اچھا وقت اور کوئی نہیں ۔ اور ابھی کیا ہے ، اس سے بھی اچھا وقت تو آنے والا ہے ۔ اب تو ہم سب ملوں کے مالک متحد ہو رہے ہیں تاکہ ہمارا مفاد یعنی سرمائے کا مفاد محفوظ رہے اور ظاہر ہے ، اس صورت سے ہماری دولت آج کچھ ہو گی تو کل کچھ ۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ ہماری ترقی کے امکان تو اب ہوئے ہیں ۔ اپنے ہی ملک میں دیکھ لو ، کل جہاں بنجر زمین تھی آج وہاں لہلہاتے کھیت ہیں ، کل جہاں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر تھے آج وہاں ہماری کوٹھیاں ہیں ۔ تو صاحب میں تو یہی کہتا ہوں اچھا زمانہ تو آنے والا ہے ، یہی کوئی بیس تیس سال بعد یعنی ۱۹۷۵ع یا ۱۹۸۰ع کے قریب ، جب اسی صورت سے تمہارے بچوں کی

Engagement کی کوئی تقریب ہو گی تو اس وقت سارے مسئلے ، زرعی اصلاحات ، یہ ہڑتالیں ، یہ مہنگائی کے خلاف جلسے جلوس ، پچھلے جنم کی باتیں معلوم ہوں گی ۔ سارے ملک میں ترقی کا دور دورہ ہوگا اور یہ سب کچھ سرمائے کی بدولت ہوگا ، سرمائے کی ۔ میں تو یہ جانتا ہوں روپیہ نہیں تو کچھ بھی نہیں ۔

سلطانہ

بالکل ٹھیک کہا تم نے مسعود (اٹھتے ہوئے) ۔

مسعود علی خاں

افوہ! بھئی معاف کرنا آج میں نے بہت سی باتیں کہہ ڈالیں۔

سلطانہ

اچھا ڈارلنگ! میں تو اب چلتی ہوں ، تم پرویز کو زیادہ دیر تک نہ ٹھہرانا ۔ اختر ، تم میرے ساتھ آؤ ۔

مسعود علی خاں

سگار پیو گے ؟

پرویز

جی نہیں ، شکریہ ۔ سگار کچھ اچھا نہیں لگتا ۔

مسعود علی خاں

ارے سگار نہ پیا تو کچھ نہ پیا ۔ بھئی مجھے تو بس سگار ہی اچھا لگتا ہے ۔ By the way ایک بات کہنا چاہتا تھا تم

سے ، اپنے ہی تک رکھنا ۔ تمھاری ممی یعنی لیڈی یعقوب کو اس رشتے پر کچھ اعتراض تو نہیں ؟ شاید وہ سمجھتی ہوں کہ تم کسی اور ــ ذرا اونچی جگہ ــ ٹھیک ہے ٹھیک ہے ، پرویز ! اس میں اُن بےچاری کا کیا قصور؟ نوابوں کے خاندان سے اُن کا تعلق ہے ، اور صاحب ٹھیک ہے جن کے پاس ہزاروں مربعے زمین ہی ہو وہ تو ان سب باتوں کا خیال رکھتے ہی ہیں ۔ ویسے میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ اگلی آنرز لسٹ میں میرا نام آنے کے خاصے امکانات ہیں ۔ کوئی ایک آدھ تمغہ تو مل ہی جائے گا ۔

پرویز

Oh ! I say congratulations

مسعود علی خاں

Thanks ۔ دیکھونا ابھی تو سب اندازے ہی ہیں اس لیے ذکر نہ کرنا کسی سے ۔ ویسے یہ معلوم مجھے معتبر ذریعوں سے ہوا ہے ۔ بھئی آخر خواہ مخواہ تو کسی کو کچھ ملتا نہیں ۔ اب کچھ لوگ جو اونچی اونچی کرسیاں سنبھالے بیٹھے ہیں بغیر سیڑھی لگائے تو ان کرسیوں تک نہیں پہنچتے ۔ ہم نے بھی اپنی سی کوشش کی تو ، بس یہ سمجھو کہ کچھ نہ کچھ اس جھولی میں آ ہی گرے گا ۔

پرویز

پھر تو آپ میری مبارک باد قبول کیجیے ۔

مسعود علی خاں

نہیں نہیں ، ابھی نہیں ۔ ابھی کسی سے ذکر نہ کرنا ۔

پرویز

ممی کو بتانے کی اجازت تو ضرور دیجیے ۔ وہ تو یہ سن کر بہت خوش ہوں گی ۔

مسعود علی خاں

اچھا بھئی ، اگر تمہیں اصرار ہی ہے تو ان کی واپسی پر اشارتاً تذکرہ کر دینا ۔ اس دوران میں میں ایک آدھ سیڑھی اور لگانے کی کوشش کروں گا اور اپنی جھولی کو ذرا اور پھیلا لوں گا ۔

[دونوں ہنستے ہیں]

اختر

(داخل ہوتے ہوئے) کوئی خاص لطفیہ ہو گیا ہے ؟

مسعود علی خاں

نہیں، ایسا کوئی خاص تو نہیں ۔

اختر

ممی کو خطرہ تھا کہیں آپ کا لکچر طویل نہ ہوگیا ہو ۔ ہا ہا ہا ! یہ بھی اچھی رہی ۔ وہ دونوں پھر لباس کے متعلق باتیں کر رہی ہیں ۔ معلوم ہوتا ہے جیسے شادی سے پہلے لڑکی کو کپڑے دیکھنے نصیب نہیں ہوتے ۔ عورتوں

کو سوائے اس کے کوئی کام ھی نہیں ۔

مسعود علی خاں

It is quite natural - عورتوں کے لیے لباس کے معنی ھی کچھ اور ھوتے ھیں ۔ محض تن ڈھانپنا نہیں اور یہ بھی نہیں کہ اچھے کپڑے پہن کر وہ اچھی لگیں ۔ لباس ھی سے تو ظاھر ھوتا ھے کہ ان کی اپنی نظروں میں ان کی کیا حیثیت ھے ۔

پرویز

قطعی ، بالکل درست کہا آپ نے ۔

اختر

(شوق سے) ھاں مجھے یاد ھے ۔

مسعود علی خاں

کیا یاد ھے ؟

اختر

(پریشان ھو کر) کچھ نہیں ۔

مسعود علی خاں

کچھ نہیں ؟

پرویز

(کسی قدر محظوظ ھو کر) کچھ گڑبڑ معلوم ھوتی ھے ۔

مسعود علی خاں

(اسی انداز میں) ارے بھئی کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔ آج کل کے یہ لڑکے جو کچھ بھی کر ڈالیں کم ھے ۔ میں جب اختر کے برابر تھا تو نہ تو اپنے پاس اتنا پیسہ ھی ھوتا تھا اور نہ ھی اتنا فالتو وقت ۔ مگر اُس زمانے میں بھی ھم کبھی کبھی رسی تڑا کر بھاگ ھی جاتے تھے اور ذرا تفریح وغیرہ کر لیا کرتے تھے ۔

پرویز

جی ھاں ، ظاھر ھے آپ باز نہیں آتے ھوں گے ۔

مسعود علی خاں

(سنجیدگی سے) اصل بات یہی ھے ۔ میں اس وقت تم دونوں کو کوئی لکچر پلانا نہیں چاھتا ۔ مگر حقیقت یہ ھے آج کل کے اکثر لڑکے یہ بات نہیں سمجھتے کہ آدمی کو اپنے پیروں پر کھڑے ھونے کے لیے کیسے کیسے جتن کرنے پڑتے ھیں ۔ بھئی میں تو یہ کہتا ھوں اولیں خویش بعدہ درویش ۔ اپنی اور اپنے خاندان کی فکر کرو ۔ دنیا جہاں کے غم مول لینے کی ضرورت ھی کیا ھے ؟ آدمی کو اپنے کام سے کام رکھنا چاھیے ———

[باھر دروازے کی گھنٹی زور سے بجتی ھے ۔ مسعود بات کرتا کرتا رک جاتا ھے]

اختر

باھر کوئی ھے ۔

مسعود علی خاں

ڈی سوزا دیکھ لے گا ۔ ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا لیکن بھئی بس بہت ہو چکی ۔ خاصا لمبا لکچر ہو گیا ۔

اختر

جی ہاں ۔ آج تو آپ نے کچھ طویل ہی کر دیا ۔

مسعود علی خاں

روز روز تو ایسے موقعے نہیں آتے ۔ کبھی کبھی آدمی ایسا مطمئن ہوتا ہے ، تو میں نے سوچا تم لوگوں کو اپنے تجربے میں آئی ہوئی باتیں آج نہ بتاؤں گا تو کل تمھیں کون بتائے گا ۔

[ڈی سوزا داخل ہوتا ہے]

ڈی سوزا

ایک انسپکٹر صاحب آئے ہیں ۔

مسعود علی خاں

انسپکٹر ؟ کیسا انسپکٹر ؟

ڈی سوزا

پولیس انسپکٹر صاحب ! انسپکٹر کامران نام بتایا ہے ۔

مسعود علی خاں

سنا نہیں ۔ یہ نام مجھ سے ملنا چاہتے ہیں ؟

ڈی سوزا

جی صاحب! کہتے ھیں ضروری کام ھے ۔

مسعود علی خاں

اچھا بلا لاؤ ۔

[ڈی سوزا چلا جاتا ھے]

(مسعود علی خاں اٹھتا ھے اور فانوس روشن کر دیتا ھے)
کیا بات ھو سکتی ھے آخر ؟ ادھر تو مسِل میں بھی کوئی خاص واقعہ نہیں ھوا ۔ کوئی وارنٹ تعمیل نہ ھوا ھوگا ۔ بہ ھر حال معلوم ھوا جاتا ھے ابھی ۔

[ڈی سوزا داخل ھوتا ھے]

ڈی سوزا

انسپکٹر صاحب آرھے ھیں صاحب!

[انسپکٹر کامران داخل ھوتا ھے ۔ لحیم شحیم آدمی نہیں ھے ، لیکن بھاری بھر کم لگتا ھے ۔ مستقل مزاج اور دھن کا پکا انسان معلوم ھوتا ھے ۔ سیاھی مائل سوٹ پہنے ھے ۔ لفظوں کو ناپ تول کر بولتا ھے ۔ بات کرنے سے پہلے مخاطب کو پریشان کن انداز میں گھور کر دیکھنے کی عادت ھے]

انسپکٹر

مسعود علی خاں صاحب ؟

مسعود علی خاں

جی میں ہی ہوں ۔ بیٹھیے انسپکٹر صاحب!

انسپکٹر

شکریہ ۔

مسعود علی خاں

کچھ پیجیے گا ۔ چائے ؟ قہوہ ؟

انسپکٹر

جی نہیں ، شکریہ ۔ میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں ۔

[ڈیسک کی کرسی اٹھا کر ذرا ہٹا کر رکھ دیتا ہے اور اسی پر بیٹھ جاتا ہے]

مسعود علی خاں

آپ حال میں ہی آئے ہیں یہاں ؟

انسپکٹر

جی ہاں ، پچھلے دنوں ہی تبادلہ ہوا ہے ۔

مسعود علی خاں

میرا یہی خیال تھا کیوں کہ پچھلے دو سال تو میں کراچی کے انڈسٹریل ایریا کا چیئرمین بھی تھا ۔ ضلع بھر کے پولیس آفیسرز کو جانتا ہوں ۔ لیکن حیرت ہے آپ سے آج تک ملاقات نہیں ہوئی ۔

[میز کے بائیں جانب بیٹھ جاتا ہے]

انسپکٹر

درست ہے ۔

مسعود علی خاں

فرمائیے کیا معاملہ درپیش ہے ؟ کسی کے وارنٹ میں کوئی گڑ بڑ ہے ؟

انسپکٹر

جی نہیں ۔

مسعود علی خاں

(وقفہ کے بعد کسی قدر بے تابی سے) تو پھر کیا ہے ؟

انسپکٹر

اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو میں کچھ باتیں معلوم کرنا چاہتا ہوں ۔ کوئی دو گھنٹے ہوئے شہر کے ہسپتال میں ایک نوجوان عورت مر گئی ہے ۔ آج ہی تیسرے پہر وہ داخل ہوئی تھی ۔ کوئی تیزاب پی لیا تھا اُس نے ۔ آنتیں تک پھٹ گئیں ۔

اختر

(بے اختیاری سے) Oh ! my God

انسپکٹر

شدید تکلیف تھی اُسے ۔ ڈاکٹروں سے جو کچھ ہو سکتا تھا

کیا ۔ لیکن وہ بچ نہ سکی ۔ خودکشی کا کیس ہے ۔

مسعود علی خاں

(کسی قدر بے صبری سے) جی ہاں ۔ جی ہاں ۔ بڑی ہولناک بات ہے ۔ لیکن انسپکٹر صاحب! میں نہیں سمجھ سکا آپ اس سلسلے میں یہاں کیوں ——

انسپکٹر

(بات کاٹتے ہوئے بھرپور انداز میں) میں اُس کے گھر پر بھی ہو آیا ہوں ۔ وہاں اُس کا لکھا ہوا ایک خط مجھے ملا ہے اور ایک ڈائری کے قسم کی تحریر بھی ۔ آپ جانتے ہیں اس قسم کی بے سہارا عورتیں جو ایسے کسی چکر میں پھنس جاتی ہیں اپنے نام بدلتی رہتی ہیں ۔ بہ ہر حال پہلے اُس کا نام —— اُس کا اصل نام —— شاہدہ عزیز تھا ۔

مسعود علی خاں

(سوچتے ہوئے) شاہدہ عزیز ؟

انسپکٹر

کیوں ، یاد پڑتا ہے یہ نام ؟

مسعود علی خاں

جی نہیں ۔ ہاں مگر کچھ خیال تو ہے ، شاہدہ سنا ضرور ہے کہیں ۔ بڑا عام سا نام ہے ۔ بھلا مجھ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے ؟

انسپکٹر

یہ لڑکی کسی زمانے میں آپ کے مل میں ملازم تھی۔

مسعود علی خاں

اچھا، ہاں تو یہ بات ہے۔ کئی سو عورتیں ملازم ہیں وہاں تو، مگر اکثر ادھر اُدھر آتی جاتی رہتی ہیں۔

انسپکٹر

(اُٹھتے ہوئے) یہ لڑکی شاہدہ اوروں سے کچھ مختلف تھی۔ اُس کا ایک فوٹو مجھے اُس کے گھر سے ملا ہے۔ شاید اسے دیکھ کر آپ کو کچھ باتیں یاد آجائیں۔

[پوسٹ کارڈ کے برابر ایک فوٹو اپنی جیب سے نکالتا ہے اور مسعو علی خاں کی جانب بڑھاتا ہے۔ پرویز اٹھتا ہے اور میز کے پیچھے سے گھومتا ہوا مسعود کے کاندھے کے اوپر سے دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ انسپکٹر جلدی سے مسعود کے اور ان کے درمیان آجاتا ہے اور وہ دونوں فوٹو نہیں دیکھ پاتے۔ وہ کچھ حیران ہوتے ہیں اور کسی قدر جز بز بھی۔ مسعود غور سے فوٹو کو دیکھتا ہے اور لڑکی کو پہچان لیتا ہے۔ انسپکٹر اس سے فوٹو لیتا ہے اور بائیں جانب چلتے ہوئے جیب میں رکھ لیتا ہے]

پرویز

(انسپکٹر کے پیچھے چلتے ہوئے کسی قدر غصہ کا اظہار کرکے) انسپکٹر صاحب! میں دریافت کر سکتا ہوں میرے

اس فوٹو کو دیکھ لینے میں کیا قباحت ہے ؟

انسپکٹر

(ڈیسک کی جانب چلتا ہے) ہو سکتا ہے کچھ ہو۔

اختر

اور اسی لیے مجھے بھی اجازت نہیں ؟

انسپکٹر

جی ہاں ۔

پرویز

میری سمجھ میں نہیں آتا ایسی کون سی بات ہو سکتی ہے۔

اختر

ہاں ، واقعی عجیب حرکت ہے ۔

مسعود علی خاں

انسپکٹر صاحب! میں بھی ان سے متفق ہوں۔ ایسی بات کیا ہے آخر ؟

[پرویز پیچھے کی سمت چل دیتا ہے]

انسپکٹر

میں اپنا کام کچھ اس صورت سے کرتا ہوں (وہ غور سے مسعود کو دیکھ رہا ہے) ۔ ایک وقت میں ایک شخص سے ایک ہی انداز کی تفتیش درست رہتی ہے (مسعود کو

احساس ہوتا ہے کہ انسپکٹر اُسے غور سے دیکھ رہا ہے۔ انسپکٹر اُس کی جانب چلتا ہے)۔ ہاں تو خان صاحب! مجھے امید ہے اب تک آپ کو شاہدہ کے بارے میں یقیناً کچھ یاد آچکا ہوگا۔ آپ شاہدہ سے واقف تھے؟

مسعود علی خاں

ہاں، وہ میرے مل میں ملازم ضرور تھی لیکن میں نے اُسے ڈسچارج کر دیا تھا۔

اختر

اسی لیے اُس نے خودکشی کر لی۔ پاپا کب کی بات ہے یہ؟

مسعود علی خاں

اختر! چپ رہو۔ خواہ مخواہ مشتعل نہ ہو۔ کوئی دو سال ہوئے یہ لڑکی ہمارے یہاں سے چلی گئی تھی۔ ہاں دیکھو مجھے یاد کرنے دو، ہاں ۵٦ع کی آخری تاریخوں میں۔

انسپکٹر

جی ہاں، بالکل ٹھیک۔

پرویز

(پیچھے سے میز کی درمیانی نشست کے پاس آتے ہوئے) دیکھیے انسپکٹر صاحب! میرا چوں کہ اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں اس لیے غالباً میرا ٹھہرنا مناسب نہ ہوگا؟

مسعود علی خاں

ارے نہیں پرویز! تم ٹھہرو بھی ۔ انسپکٹر صاحب! آپ کو تو کوئی اعتراض نہیں ہوگا ؟ ارے ہاں مجھے پہلے ہی بتا دینا چاہیے تھا ، یہ پرویز یعقوب ہیں ، سر یعقوب کے بیٹے۔ 'یعقوب لمیٹڈ ' کا نام تو سنا ہوگا آپ نے ؟

انسپکٹر

پرویز یعقوب صاحب ؟ جی ۔

مسعود علی خاں

جی ہاں ۔ اور ہاں اس وقت یہاں ایک تقریب سی تھی ۔ میری بیٹی شیریں سے پرویز کی نسبت طے پائی تھی ۔

انسپکٹر

اچھا ، یہ بات ہے؟ (وہ مسعود علی کے پیچھے سے ہوتا ہوا پرویز کے پاس جاتا ہے) ۔ پرویز یعقوب صاحب مس شیریں مسعود سے شادی کرنے والے ہیں ؟

پرویز

(مسکراتے ہوئے) خیال تو ہے ۔

انسپکٹر

(سنجیدگی سے) تو پھر اچھا ہے آپ ٹھہر ہی جائیے ۔

پرویز

(حیرانی سے) اچھا ! چلیے یوں ہی سہی ۔

[وہ میز کے دائیں جانب بیٹھ جاتا ہے]

مسعود علی خاں

(کسی قدر اضطراب سے) دیکھیے انسپکٹر صاحب ! یہ معاملہ کچھ ایسا پر اسرار نہیں ہے اور نہ ہی کچھ ایسا ہے جس سے میرے نام پر حرف آئے۔ بالکل سیدھی سادی سی بات ہے۔ اور پھر یہ واقعہ بھی کوئی دو سال پہلے کا ہے۔ ظاہر ہے لڑکی کی خود کشی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

انسپکٹر

(پرویز کی بائیں جانب میز کی طرف آتے ہوئے) بہت ممکن ہے کہ مجھے آپ سے اتفاق نہ ہو۔

مسعود علی خاں

کوئی وجہ ؟

انسپکٹر

اس لیے کہ شاید اس وقت جو کچھ اسے پیش آیا وہی سبب تھا بعد کو پیش آنے والے واقعات کا اور جو کچھ بعد کو ہوا اس نے اسے خود کشی پر مجبور کر دیا۔ یہ سب ایک کڑی ہے واقعات کی۔

مسعود علی خاں

چلیے یوں کہہ لیجیے۔ ممکن ہے آپ درست کہتے ہوں۔ لیکن بہ ہر حال میں بری الذمہ ہوں۔ اگر ہم سب لوگ ذمہ دار

ٹھہرا لیے جائیں اس واقعہ کے جو کسی ایسے شخص کے ساتھ پیش آتا ہے جس سے ہمارا ض دور کا تعلق رہا ہو تو پھر تو صورت حال بڑی نازک ہو جائے گی۔ کیا کہتے ہیں آپ؟

انسپکٹر

جی ہاں، انتہائی نازک۔

مسعود علی خاں

نازک کیا ناممکن صورت حال ہوگی یہ تو۔

اختر

واللہ! قطعی ناممکن۔ اور ڈیڈی! جیسے آپ کہہ رہے تھے ہر شخص کو اپنی فکر کرنی چاہیے۔

مسعود علی خاں

(اٹھ کر ڈیسک کی سمت جاتے ہوئے) ہاں ہاں۔ مگر یہ اس بات کا کون سا موقع ہے۔

انسپکٹر

کون سی بات ؟

مسعود علی خاں

کچھ نہیں صاحب! آپ کے آنے سے ذرا دیر پہلے میں ان دونوں کو کچھ نصیحت کر رہا تھا۔ ہاں تو اس لڑکی شاہدہ کے متعلق اب مجھے یاد آیا۔ بڑی شگفتہ مزاج ،

خوبصورت سی لڑکی تھی ۔ مل کے دفتر میں کوئی ایک سال سے کام کر رھی تھی ۔ کام بھی بڑی ھوشیاری سے کرتی تھی (ڈیسک پر بیٹھ جاتا ھے) ۔ اور ھاں سپرنٹنڈنٹ صاحب نے مجھ سے کہا بھی تھا کہ اس لڑکی کو اسسٹنٹ بنا دیا جائے ۔ لیکن انھی دنوں کچھ عجیب بات ھوئی ۔ مل کے مزدور تنخواھیں بڑھانے کا مطالبہ کر رھے تھے ۔ اُن کا معاملہ تو ظاھر ھے الگ تھا ۔ میں اُسے اپنے طور پر طے کر لیتا ۔ لیکن دفتر میں جو لڑکیاں ملازم تھیں انھیں نامعلوم کیا سوجھی ۔ شاید مزدوروں کی ھمدردی ۔ اُنھوں نے بھی مطالبات کرنا شروع کر دیے کہ اُن کی تنخواہ سوا سو روپیہ مھنیہ کے بجائے ڈیڑھ سو روپیہ کر دی جائے ۔ دیکھیے نا عام طور پر دفتروں میں میٹرک پاس کلرکوں کو یہی تخواہ ملتی ھے ۔ تو اس کے بڑھانے کا تو سوال ھی پیدا نہ ھوتا تھا ۔ اس لیے ظاھر ھے میں نے صاف کہہ دیا کہ تنخواہ نہیں بڑھ سکتی ۔

انسپکٹر

(میز کی بائیں جانب سے مسعود کی طرف آتے ھوئے) کیوں؟

مسعود علی خاں

کیا کہا آپ نے ؟ ”کیوں“ ؟

انسپکٹر

جی ھاں ۔ کیوں نہیں بڑھا سکتے تھے آپ ؟

مسعود علی خاں

انسپکٹر صاحب ! میں سمجھتا ھوں اس بات سے آپ کا کوئی

تعلق نہیں ہے کہ میں اپنا کاروبار کیسے چلاتا ہوں ۔

انسپکٹر

ممکن ہے کچھ ہو ۔

مسعود علی خاں

(اٹھتے ہوئے) مجھے آپ کا یہ انداز گفتگو پسند نہیں ہے ۔

انسپکٹر

میں معافی چاہتا ہوں ۔ مگر سوال آپ نے ہی کیا تھا ۔

مسعود علی خاں

(گھوم کر میز کی طرف آتے ہوئے) چونکہ اس سے پہلے آپ نے مجھ سے ایک سوال کیا تھا جو قطعی غیر ضروری تھا ۔

انسپکٹر

میرا تو فرض ہی یہ ہے کہ لوگوں سے سوال جواب کروں ۔

مسعود علی خاں

تو میرا بھی فرض یہ ہے کہ مزدوروں کو کم سے کم اُجرت دوں ۔ اگر میں اُن کے مطالبے کو مان لیتا تو اس کے معنی یہ ہوتے کہ مزدوریوں پر بارہ فی صد خرچ زیادہ آتا جسے برداشت کرنے کو میں تیار نہیں تھا ۔ کہیے اب مطمئن ہو گئے آپ ؟ (میز کی بائیں جانب کرسی پر بیٹھ جاتا ہے) ۔ اس لیے میں نے انکار کر دیا تھا ۔ صاف کہہ دیا میں اس مطالبے پر غور نہیں کر سکتا ۔ ہم آخر وہی تنخواہ دے

رہے تھے جو عام طور پر دی جاتی ہے ۔ اب اگر وہ اس تنخواہ پر کام کرنے کے لیے تیار نہیں تو کہیں اور جا کر ملازمت کر لیں ۔ ہمارے ملک میں ہر طرح کی آزادی ہے ۔

اختر

یہ بھی کوئی آزادی ہے کہ آدمی ایک جگہ کام چھوڑ بھی نہیں سکتا اور دوسری جگہ اسے کام مل بھی نہیں سکتا ۔

انسپکٹر

قطعی ۔ فرمائیے ۔

مسعود علی خاں

(اختر سے) اے صاحبزادے ! تم بیچ میں دخل مت دو ۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے مل جانا شروع ھی نہیں کیا تھا ۔ ھاں تو صاحب! انھوں نے اسٹرائیک کر دیا ، مزدوروں نے بھی اور ان کے ساتھ کلرکوں نے بھی ۔ ظاھر ہے یہ اسٹرائیک زیادہ دن نہیں چلا ۔

پرویز

چل بھی نہیں سکتا تھا ۔ چھٹیوں کے بعد مل کھلتا ہے تو پھوٹی کوڑی نہیں ھوتی مزدوروں کے پاس ۔

مسعود علی خاں

بالکل سب کی جیبیں خالی تھیں اور ایک دو ھفتے بعد اسٹرائیک فیل ھوگیا ۔ خاصی افسوس ناک حالت تھی ان کی ۔ ھم نے سب کو پھر سے لے لیا ۔ وھی پرانی تنخواھوں پر

بس چار پانچ جو کچھ لیڈر قسم کے تھے انھیں نہیں لیا ۔ میں خود مل میں گیا اور ان سے کہہ دیا کہ روانہ ہو جائیں۔ یہ لڑکی شاهده بھی انھیں میں تھی۔ کچھ زیادہ ھی باتیں بناتی تھی ۔ اس لیے اس کے لیے جانے کا سوال ھی پیدا نہیں ھوتا تھا ۔

پرویز

ظاهر ہے اور آپ کر ھی کیا سکتے تھے ۔

اختر

کر کیوں نہیں سکتے تھے؟ بجائے نکالنے کے رکھ سکتے تھے۔ بد قسمتی تھی بے چاری کی ۔

مسعود علی خاں

محض بکواس ۔ ان لوگوں سے سختی کا برتاؤ نہ کیا جائے تو یہ لوگ آج کارخانے پر اپنا حق جتاتے ھیں ، کل سارے ملک پر اپنا حق جتانے لگیں گے ۔

پرویز

جی هاں ، ان سے کوئی بعید نہیں ۔

انسپکٹر

هاں ، شاید حق جتانے لگیں (وہ گھوم کر آتش دان کے پاس آ جاتا ھے) ۔ مگر سارے ملک پر قبضہ کر لینے سے یہ بہتر ھے کہ پہلے اپنا حق تو ثابت کر دیا جائے ۔

مسعود علی خاں

(انسپکٹر کو گھورتے ہوئے) کیا نام بتایا آپ نے انسپکٹر صاحب اپنا ؟

انسپکٹر

کامران (وہ پشت کیے کھڑا رہتا ہے) ۔

مسعود علی خاں

فرخ مرزا سپرنٹنڈنٹ پولیس سے آپ کے تعلقات کیسے ہیں ؟

انسپکٹر

بہت کم ملاقات ہوتی ہے ۔

مسعود علی خاں

میرا پہلے ہی یہ خیال تھا ۔

اختر

(برداشت نہیں کر پاتا) میں کہتا ہوں یہ انتہائی شرم کی بات ہے ۔

انسپکٹر

(گھوم کر انہیں دیکھتا ہے) شرم کی کیا بات ہے؟ میرا جی نہیں چاہتا ۔

اختر

(اٹھتا ہے اور بائیں جانب چلتا ہے) نہیں صاحب! میں اس لڑکی

شاھدہ کی بات کر رھا ھوں۔ آخر مزدور کیوں نہ تنخواھوں کا مطالبہ کریں جب کہ ھم لوگ زیادہ سے زیادہ قیمتیں وصول کرنا چاھتے ھیں۔ میرے سمجھ میں نہیں آتا اُسے اتنی سی بات پر کیوں نکال باھر کیا گیا کہ وہ اوروں سے ذرا زیادہ جوشیلی تھی۔ آپ نے خود ابھی کہا کہ وہ اپنے کام میں ھشیار تھی۔ میں تو اُسے کبھی نہ نکالتا۔

مسعود علی خاں

(کسی قدر غصے سے) آپ کے یہی خیالات رہے تو کسی وقت بھی آپ کی یہ حیثیت نہ ھوگی کہ آپ کسی کو ملازم رکھ سکیں یا کسی کو برطرف کر سکیں۔ اس عمر میں آدمی کو چند ذمہ داریاں سنبھالنے کی توفیق تو ھونی چاھیے۔ یہ کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم آخر کس کام کی اگر اتنا بھی نہ سکھائے۔

اختر

(آزردہ ھو کر واپس اپنی کرسی پر آ بیٹھتا ھے) انسپکٹر صاحب! تو یہ سب باتیں بتانے کی تو شاید ضرورت نہیں ھے۔

مسعود علی خاں

میرا خیال ھے اور کچھ بھی بتانے کی ضرورت نہیں ھے۔ دراصل کچھ اور بات ھی نہیں جو بتائی جا سکے۔ اُس لڑکی سے میں نے کہا روانہ ھو جاؤ اور وہ چلی گئی۔ بس قصہ ختم۔ مجھے پھر نہیں معلوم کیا ھوا۔ دن بھر سڑکوں پر آوارہ پھرتی ھوگی۔

انسپکٹر

(رک رک کر) سڑکوں پر پھرتی تو رھی ۔ مگر دن میں نہیں۔

[آخری الفاظ سنتے ہوئے شیریں داخل ھوتی ھے]

شیریں

یہ آوارہ ھونے کی کیا بات ھو رھی ھے ؟ (پرویز اٹھتا ھے اور دروازے کی جانب بڑھتا ھے ۔ شیریں انسپکٹر کو دیکھتی ھے) ۔ Oh ! sorry مجھے معلوم نہیں تھا ۔ ممی نے مجھے یہ پوچھنے بھیجا تھا کہ آپ سب آئے کیوں نہیں اندر ۔

مسعود علی خاں

ابھی آتے ھیں ایک منٹ میں ۔ بس بات ختم ھی ھو گئی ھے ۔

انسپکٹر

جی نہیں ۔ میرا خیال ھے ابھی ختم نہیں ھوئی ۔

مسعود علی خاں

تو اور رہ کیا گیا ھے ؟ جو کچھ مجھے معلوم تھا میں نے بتا دیا ۔

شیریں

یہ قصہ کیا ھے آخر ؟

مسعود علی خاں

(اٹھ کر شیریں کی طرف جاتے ہوئے) کچھ نہیں شیریں! تمھارا اس بات سے کوئی تعلق نہیں، تم جاؤ۔

انسپکٹر

جی نہیں۔ ذرا ایک منٹ ٹھہریے محترمہ!

مسعود علی خاں

(غصہ سے) دیکھیے انسپکٹر صاحب! یہ افسری رہنے دیجیے، ورنہ میں ابھی آپ کی رپورٹ کرتا ہوں۔ جو کچھ میں جانتا تھا میں نے آپ کو بتا دیا اور یہ ایسی کوئی خاص بات نہیں تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ بلا وجہ میری بچی سے اس ناخوشگوار معاملہ میں کیوں پوچھ گچھ کریں۔

انسپکٹر

(رعب سے) محترمہ! میں پولیس انسپکٹر ہوں۔ آج تیسرے پہر ایک نوجوان عورت نے تیزاب پی لیا اور چند گھنٹے بعد بڑی اذیت کے عالم میں ہسپتال میں دم توڑ دیا۔

شیریں

اوہ! How horrible۔ اتفاقیہ طور پر؟

انسپکٹر

نہیں وہ خود اپنی جان لینا چاہتی تھی۔ وہ سمجھتی تھی کہ اب زندہ رہنا ممکن نہیں۔

مسعود علی خاں

(ڈیسک کی جانب آ کر بیٹھتے ہوئے) اور آپ کا خیال ہے یہ اس وجہ سے ہوا کہ میں نے دو سال پہلے اُسے نوکری سے الگ کر دیا تھا؟

اختر

ممکن ہے بات ساری وہیں سے شروع ہوئی ہو۔

شیریں

ڈیڈی آپ نے نکالا تھا اُسے ؟

مسعود علی خاں

ہاں ـــــ (شیریں میز کے بائیں کرسی پر بیٹھ جاتی ہے)۔ یہ لڑکی کارخانے میں کچھ گڑ بڑ پھیلا رہی تھی۔ نکالے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں تھا۔

پرویز

بالکل آپ نے درست کیا (وہ میز کے پیچھے آتا ہے)۔ میں آپ کی جگہ ہوتا تو یہی کرتا۔ شیریں! اتنی پریشان کیوں ہوتی ہو ؟

شیریں

(کسی قدر افسوس کے عالم میں) یونہی مجھے اس لڑکی کا خیال آ رہا تھا۔ بے چاری نے کس اذیت میں جان دی ہوگی۔ اور یہاں میں آج کتنی خوش تھی۔ (انسپکٹر سے) آپ مجھے نہ

ہی بتاتے تو اچھا تھا ۔ کیسی شکل کی تھی؟ جوان لڑکی تھی ؟

انسپکٹر

ہاں ۔ (وہ آہستہ آہستہ میز کے سامنے سے گزر کر بائیں جانب آتا ہے) انیس سال عمر تھی ۔

شیریں

خوب صورت تھی ؟

انسپکٹر

(شیریں کی جانب بڑھتے ہوئے) آج جب میں نے اُسے دیکھا تب تو وہ کچھ ایسی خوب صورت نہیں تھی ۔ مگر ہاں پہلے وہ خوب صورت تھی ۔

[وہ میز کی جانب بڑھتا رہتا ہے]

مسعود علی خاں

بس بس ، اب جانے دیجیے ۔

پرویز

(میز کی دائیں جانب بڑھتے ہوئے) انسپکٹر صاحب! یہ تفتیش آپ کی کچھ بے کار ہی ثابت ہو رہی ہے ۔ اصل بات تو یہ ہے کہ مسعود صاحب کے کارخانے سے نکلنے کے بعد اُس پر کیا بیتی وہ معلوم ہو تو کچھ بات تھی ۔

مسعود علی خاں

ظاہر ہے میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں ۔

پرویز

اور اس بارے میں ہم آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتے ، کیوں کہ ہمیں کچھ علم ہی نہیں ۔

[وہ میز کی دائیں جانب کرسی پر بیٹھ جاتا ہے]

انسپکٹر

کیا آپ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو قطعی کچھ علم نہیں ؟

[وہ پرویز کو گھورتا ہے - پھر اختر کو ، اس کے بعد شیریں کو - پھر وہ میز کے پیچھے کی دو کرسیوں کے درمیان آ جاتا ہے]

مسعود علی خاں

(اُٹھتے ہوئے) تو کیا آپ سمجھتے ہیں ان میں سے کسی کو اس لڑکی کے بارے میں کچھ علم ہے ؟

انسپکٹر

جی ہاں ۔

مسعود علی خاں

تو آپ یہاں صرف مجھ سے ہی ملنے نہیں آئے ہیں ؟

انسپکٹر

جی نہیں ۔

[چاروں آدمی حیران اور پریشان ہو کر ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں]

مسعود علی خاں

(شیریں کی کرسی کے پیچھے جاتے ہوئے لہجہ کی نمایاں تبدیلی سے) تو یوں کہیے - پہلے سے مجھے معلوم ہوتا تو وہ آپ کی افسری دکھانے کے متعلق اور آپ کی رپورٹ کرنے کا ذکر میں ہرگز نہ کرتا۔ میرا تو خیال تھا کہ آپ اپنے کسی خاص مقصد کے تحت رائی کا پہاڑ بنا رہے ہیں۔ اس لڑکی کے متعلق جو کچھ میں نے آپ کو بتایا تھا اسے بلا وجہ کھینچ تان کر ہمارے سر منڈھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں معافی چاہتا ہوں۔ اب تو صورت حال مختلف ہو گئی ہے۔ آپ کو یقین ہے آپ کی معلومات درست ہیں ؟

انسپکٹر

جی ہاں ۔ کچھ تو یقینی طور پر درست ہیں؟

مسعود علی خاں

یقین نہیں آتا کہ آپ کی یہ معلومات کچھ زیادہ اہم ہوں گی۔

انسپکٹر

ایک لڑکی اپنی جان سے گئی اور آپ کا اب بھی یہی خیال ہے۔

شیریں

کیا مطلب ہے آپ کا ؟ آپ تو کچھ ایسی باتیں کر رہے ہیں جیسے کہ ہم ذمہ دار ہیں ــــــ

مسعود علی خاں

(بات کاٹتے ہوئے) شیریں! ذرا چپ رہو ۔ انسپکٹر صاحب! میرا خیال ہے اس موضوع پر میں اور آپ علیحدہ چل کر گفتگو کریں تو زیادہ ـــــــ

شیریں

(بات کاٹتے ہوئے) کیوں آپ گفتگو کیوں کریں ؟ آپ سے پہلے ہی پوچھ گچھ ہو چکی ہے ۔ اب ہماری باری ہے ۔

مسعود علی خاں

ہاں ہاں مجھے معلوم ہے ۔ مگر میں تو تمہارے ہی بھلے کی کہہ رہا تھا کہ معاملہ یوں جلد صاف ہو سکتا ہے ۔

پرویز

میری طرف سے معاملہ صاف ہی سمجھیے ۔ شاہدہ عزیز نام کی کسی لڑکی کو میں تو جانتا نہیں ۔

اختر

اور میں بھی نہیں جانتا ۔

شیریں

یہ نام تھا اُس کا ؟ شاہدہ عزیز ؟

پرویز

ہاں ۔

شیریں

کبھی سنا نہیں ۔

پرویز

اب فرمائیے انسپکٹر صاحب! کیا کہتے ہیں آپ ؟

انسپکٹر

وہی جو پہلے کہتا تھا ۔ پرویز صاحب میں آپ سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں ایسی عورتیں اپنے نام بدلتی رہتی ہیں ۔ اس لڑکی نے بھی اپنے کئی نام بدلے ۔ وہ اُس وقت تک شاہدہ تھی جب مسعود علی خاں صاحب نے اُسے محض اس لیے برطرف کیا کہ وہ کوئی دس آنے روز زیادہ تنخواہ مانگتی تھی ۔ اُس کے بعد وہ شاہدہ نہ رہی ۔ شاید وہ اس نام سے بیزار ہو چکی ہو ۔

اختر

ہاں ، تنگ آنے کی بات تو تھی ہی ۔

شیریں

(مسعود علی خاں سے) یہ آپ نے بڑی زیادتی کی ۔ شاید اسی وجہ سے بیچاری کی زندگی اجیرن ہو گئی ۔

مسعود علی خاں

محض بکواس (وہ ڈیسک تک آتا ہے ۔ انسپکٹر سے مخاطب ہو کر) آپ کو معلوم ہے میرے کارخانے سے جانے کے بعد

اس لڑکی کا کیا حشر ہوا ؟

انسپکٹر

ہاں کوئی دو مہینے تو اُسے کام ملا نہیں ۔ ماں باپ دونوں مر چکے تھے ۔ مہاجر خاندان تھا ۔ گھر بار کوئی تھا نہیں کہ وہاں واپس چلی جاتی ۔ مسعود اینڈ کمپنی نے جتنی تنخواہ دی تھی اُس میں سے بچانا ممکن نہیں تھا ۔ عزیز بھی کوئی قریب نہیں تھا جو مدد کر سکے ۔ بس ایک دو سہیلیاں تھیں جن کے پاس وہ رہتی تھی ۔ ایسی حالت میں بھوک سے تنگ آ کر وہ زندگی سے مایوس ہو گئی ۔

شیریں

ہاں اور بےچاری کر ہی کیا سکتی تھی ۔

انسپکٹر

آج کل یہاں کراچی میں ایسی بہت سی لڑکیاں ہیں جو اسی صورت سے اپنے دن کاٹتی ہیں ورنہ کارخانہ داروں اور مل مالکوں کو سستا لیبر کہاں سے ملتا ۔ آپ کے ڈیڈی کو سب کچھ معلوم ہے ، پوچھ لیجیے ۔

شیریں

مگر یہ لڑکیاں محض سستا لیبر تو نہیں ہیں ، انسان ہیں ۔

انسپکٹر

(میز کے گرد گھوم کر مسعود علی خاں کی طرف آتے ہوئے)

میں بھی اکثر یہی سوچتا ہوں۔ بلکہ میرا تو خیال ہے ہمیں کبھی کبھی یہ سوچنا چاہیے کہ ہم ان عورتوں کی جگہ ہوتے تو کیا کرتے۔ یہ عورتیں جو دن بھر دفتروں میں ، کارخانوں میں ، فیکٹریوں میں کام کرتی ہیں ، جب تھک ہار کے اپنے گندے تاریک گھروں کو لوٹتی ہیں تو ان کے ہاتھ میں کیا ہوتا ہے ۔ صرف چند سکے ۔

شیریں

ہاں سوچنا تو چاہیے۔ مگر سوچتا کون ہے۔ اچھا تو پھر اُس لڑکی پر کیا بیتی ؟

انسپکٹر

اتفاق کی بات ہے اُس کی قسمت جاگ اٹھی ۔ اُسے ایک دوکان میں کام مل گیا ۔ بڑی اچھی دوکان میں۔ رنگون والا کے ہاں ۔

شیریں

رنگون والا کے ہاں؟ ہم اکثر جاتے ہیں اُس دوکان پر ۔ ابھی تیسرے پہر ہی گئی تھی میں تو (پرویز سے عیاری کے ساتھ) ۔

انسپکٹر

اُن دنوں انفلوئنزا پھیل رہا تھا اور رنگون والا کے ہاں آدمی کم رہ گئے تھے ، اس لیے اُسے ملازمت مل گئی ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ کام بھی اُسے پسند تھا۔ کارخانے کے

ہنگامے سے تو بہتر ہی تھا۔ یوں بھی چاہے پہننے کو نہ ملیں دیکھنے کو تو اچھے کپڑے اور اچھی خوبصورت چیزیں موجود تھیں۔ اس کا خیال تھا کہ اب زندگی اچھی گزرے گی۔ ظاہر ہےوہ کس قدر خوش ہوگی۔

شیریں

جی ہاں ، ضرور۔

مسعود علی خاں

پھر وہاں بھی آس نے اپنے سر کوئی مصیبت مول لے لی ہو گی۔

انسپکٹر

(شیریں کی بائیں جانب آتے ہوئے) کوئی دو مہینے بعد ، جب آس کا خیال تھا اب ذرا اطمینان سے گزر ہو سکے گی ، آس سے کہا گیا کہ رخصت ہو جاؤ۔

مسعود علی خاں

کام نہیں کر سکی ٹھیک طریقے پر ؟

انسپکٹر

نہیں کام تو وہ ٹھیک ہی کر رہی تھی۔ یہ تو دوکان دار بھی مانتے ہیں۔

مسعود علی خاں

پھر کچھ اور خرابی ہو گی۔

انسپکٹر

اُسے تو اتنا ہی پتا چلا کہ کسی گاہک نے اُس کی شکایت کی تھی اور بس اُس کی نوکری ختم ۔

شیریں

(اضطراب کے عالم میں اُسے گھورتی ہے) کب کی بات ہے یہ ؟

انسپکٹر

(رعب سے) پچھلے سال جنوری کے آخری دنوں میں ۔

شیریں

کیسی تھی وہ ؟ کیسی شکل تھی اُس لڑکی کی ؟

انسپکٹر

یہاں آیئے میں آپ کو دکھاتا ہوں ۔

[شیریں اُٹھ کر انسپکٹر کے پاس جاتی ہے ۔ پرویز اٹھتا ہے اور میز کے پیچھے درمیانی حصے میں آ جاتا ہے ۔ انسپکٹر فوٹو گراف نکالتا ہے ۔ شیریں اسے غور سے دیکھتی ہے ۔ پہچانتی ہے تو ہلکی سی چیخ مارتی ہے ۔ گھبرا کر سسکیاں بھرتی ہے اور دروازہ کھول کر باہر بھاگ جاتی ہے ۔ انسپکٹر فوٹو گراف جیب میں رکھ لیتا ہے اور کچھ سوچتے ہوئے اسے جاتا ہوا دیکھتا ہے ۔ باقی تین افراد ایک لمحہ کے لیے ہکا بکا رہ جاتے ہیں]

مسعود علی خاں

(اُٹھتے ہوئے) یہ ہوا کیا آسے ؟

[پرویز انسپکٹر کی جانب بڑھتا ہے]

اختر

(اٹھتا ہے اور میز کے گرد گھوم کر بائیں جانب آ جاتا ہے ۔ انسپکٹر سے) فوٹو دیکھ کر پہچان لیا شیریں نے ؟

انسپکٹر

ہاں ۔

مسعود علی خاں

میری سمجھ میں نہیں آتا آپ بچی کو خواہمخواہ کیوں پریشان کر رہے ہیں ؟

انسپکٹر

میں تو پریشان نہیں کر رہا وہ خود ہی پریشان ہو رہی ہیں ۔

[وہ مسعود علی خاں اور اختر کے درمیان آ جاتا ہے]

مسعود علی خاں

آخر کوئی نہ کوئی سبب تو ضرور ہے ۔

انسپکٹر

(اس جانب گھومتے ہوئے) شاید ہو ، مگر ابھی تک مجھے

اس کا علم نہیں ۔ یہی تو مجھے معلوم کرنا ہے ۔

مسعود علی خاں

(ابھی تک غصہ کے عالم میں) اچھا تو پہلے مجھے معلوم کرنے دیجیے ۔

پرویز

(دروازے کی سمت جاتے ہوئے دور سے) میں دریافت کروں ؟

مسعود علی خاں

(دروازے کی طرف جاتے ہوئے) نہیں ، تم رہنے دو ۔ میں خود دریافت کر لوں گا ۔ سلطانہ کو بھی تو بتا آؤں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے ۔ (وہ بائیں جانب درمیان میں انسپکٹر کے پاس آتا ہے) آپ جانتے ہیں آج ہمارے ہاں ایک مختصر سی تقریب تھی ، آپ نے آ کر سب خاک میں ملا دی ۔

[پرویز میز کے پیچھے چلا جاتا ہے]

انسپکٹر

(مستقل مزاجی سے) آج شام میں بھی یہی سوچ رہا تھا ۔ ھسپتال میں جب میں نے اس ڈھانچے کو دیکھا جو پہلے کبھی شاہدہ عزیز تھا تو میں نے بھی یہی سوچا تھا کتنی امیدیں ہوں گی اس لڑکی کو زندگی سے اور نا معلوم کس نے سب خاک میں ملا دیں ۔

[پرویز اور اختر کسی قدر پریشان ہو کر ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں ۔ اختر میز کے آگے والی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے]

پرویز

(میز کی بائیں جانب انسپکٹر کی طرف آتے ہوئے) انسپکٹر صاحب! ذرا وہ فوٹو مجھے بھی تو دکھائیے ——

انسپکٹر

جی ہاں ضرور ، لیکن ذرا وقت آنے پر ۔

پرویز

آخر میں کیوں نہ——

انسپکٹر

(اس کی طرف گھوم کر بھر پور انداز سے بات کاٹتے ہوئے) پرویز صاحب! آپ نے سنا نہیں میں نے ابھی کیا کہا تھا؟ ایک وقت میں ایک ہی شخص سے ایک ہی انداز کی تفتیش ہو گی ۔ ورنہ ہم سب اپنی اپنی ہانکنے لگیں گے اور نتیجہ کچھ نہیں نکلے گا ۔

[پرویز سائڈ بورڈ کی طرف چلا جاتا ہے]

اختر

(اٹھتا ہے اور میز کی بائیں جانب آتا ہے ۔ ایکا ایکی غصہ سے پھٹ پڑتا ہے) دیکھیے صاحب! بس بہت ہو چکی ۔

انسپکٹر

(روکھائی سے) جی نہیں ، ابھی تو ابتداء ہوئی ہے ۔

اختر

(انسپکٹر کی جانب بڑھتے ہوئے کسی قدر پریشانی سے)

معاف کیجیے۔ دیکھیے نا آج کچھ دعوت سی تھی ھمارے ھاں۔ میں کھانے کے بعد تھوڑی دیر آرام کرنے کا عادی ھوں۔ آج آپ کے آنے کی وجہ سے میں آرام نہیں کر سکا اور پھر میرے یہاں ٹھہرنے کی کوئی وجہ بھی نہیں ، اس لیے میرا خیال ھے میں ذرا اندر جا کر کچھ ریسٹ کر لوں۔

[وہ دروازے کی جانب بڑھتا ھے]

انسپکٹر

اور میرا خیال یہ ھے کہ آپ یہیں ٹھہریں تو بہتر ھے۔

اختر

کیوں ؟

انسپکٹر

آپ کو زحمت کم ھوگی۔ آپ اندر جائیں گے اور تھوڑی دیر بعد ھی آپ کو پھر باھر آنا پڑے گا۔

پرویز

اچھا ! اب آپ کچھ سختی کرنے پر اُتر آئے ھیں ؟

انسپکٹر

ممکن ھے یہ آپ کو سختی معلوم ھو، میں تو اپنا فرض پورا کر رھا ھوں۔ آپ مجھ سے سیدھے سیدھے بات کیجیے۔ میں بھی آپ سے ویسے ھی برتاؤ کروں گا۔

پرویز

آپ جانتے ھیں ھم شریف آدمی ھیں ، کوئی جرائم پیشہ تو نہیں ھیں ۔

انسپکٹر

کبھی کبھی تو بہت ھی کم فرق ھوتا ھے دونوں میں ۔ اگر سب کچھ مجھ پر ھی چھوڑ دیا جائے تو اکثر حالات میں میرے لیے تو تمیز کرنا مشکل ھو جائے ۔

پرویز

خیریت ھے کہ سب کچھ آپ پر ھی نہیں چھوڑا گیا ھے ۔

انسپکٹر

جی ھاں ، آپ درست کہتے ھیں ۔ مگر چند باتیں تو میرے ھی سپرد ھیں ۔ مثلاً اس قسم کی تفتیش ۔

[اختر میز کے آگے سے اٹھ کر درمیان میں آ جاتا ھے ۔ شیریں داخل ھوتی ھے ۔ ایسا لگتا ھے جیسے کہ وہ روتی ھوئی آ رھی ھے]

انسپکٹر

ھاں تو پھر محترمہ ؟

شیریں

(دروازہ بند کرتے ھوئے) آپ کو شروع سے ھی سب کچھ معلوم تھا ۔

انسپکٹر

کچھ خیال تھا مجھے کہ شاید ایسا ہی ہو۔ لڑکی کی تحریر سے یہ اندازہ ہوا تھا مجھے۔

شیریں

میں نے ڈیڈی کو بتایا تو وہ کہنے لگے ایسی کوئی خاص بات نہیں ہے۔ مگر مجھے اُس وقت بھی بڑا افسوس ہوا تھا اور اس وقت تو بیان نہیں کر سکتی میرا کیا حال ہے۔ (وہ میز کی بائیں جانب آتی ہے) ایک بات بتائیے۔ کیا اس واقعے کے بعد اس کی حالت زیادہ ابتر ہو گئی تھی؟

انسپکٹر

جی ہاں، بہت زیادہ۔ یہ ملازمت اُس کی آخری ملازمت تھی۔ جب یہ بھی ختم ہو گئی اور بلا کسی وجہ کے ختم ہو گئی تو پھر اُس نے طے کیا کہ اب وہ کسی اور طرح کی زندگی گزار کر دیکھے۔

[وہ شیریں کی طرف بڑھتا ہے]

شیریں

(غم و اندوہ سے) تو اصل مجرم میں ہوں؟

انسپکٹر

نہیں صرف آپ ہی نہیں، اس واقعے کے بعد بھی اُس پر بہت کچھ بیتی۔ مگر آپ کا بھی قصور ہے ضرور، جیسا کہ آپ کے ڈیڈی کا۔

[شیریں میز کے بائیں جانب بیٹھ جاتی ہے]

اختر

شیریں تم نے آخر کیا کیا ؟

شیریں

(افسوس کرتے ہوئے) میں رنگون والے کے منیجر کے پاس گئی اور اس سے کہا کہ اگر وہ اس لڑکی کو نہیں نکالیں گے تو میں ان کی دکان پر قدم نہیں رکھوں گی اور ممی سے کہہ کر اپنا حساب بند کرا دوں گی ۔

انسپکٹر

آپ نے کیوں کہا تھا یہ ؟

شیریں

چونکہ مجھے بے حد غصہ آ رہا تھا ۔

انسپکٹر

اس لڑکی نے کیا کیا تھا کہ آپ کو اس قدر غصہ آرہا تھا ؟

شیریں

میں جب آئینے کے سامنے کھڑی ایک کوٹ پہن کر دیکھ رہی تھی تو میں نے دیکھا کہ یہ ایک اور سیلز گرل کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی ہے جیسے میرا مذاق اڑا رہی ہو۔ بس میں اس پر برس پڑی ۔ مجھے یونہی کچھ غصہ آرہا تھا اس روز ۔

انسپکٹر

اس مین اس لڑکی کا کچھ قصور تھا ؟

شیرین

نہین ، غلطی میری تھی ۔ (یکا یک پرویز سے) پرویز! تم مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہو ؟ کم از کم مین سچ تو بول رہی ہوں ۔ تم نے خود کتنی ہی ایسی حرکتین کی ہوں گی جن پر تمھین شرم آئے ۔

پرویز

(حیران ہو کر) مین نے کب کہا کہ ایسی حرکتیں مجھ سے نہین ہوئین ۔ (وہ میز کے پاس آتا ہے) میری سمجھ مین نہین آتا کہ اس وقت ——

انسپکٹر

(بات کاٹتے ہوئے) یہ آپس کی باتین آپ بعد مین طے کر لیجیے گا ۔ ہوا کیا تھا آخر ؟

شیرین

مین کچھ کپڑے خریدنے گئی تھی ۔ خیال تھا ایک آدھ نیا کوٹ خریدوں گی ۔ ممی نے تو منع کیا ہی تھا ، وہ سیلزگرل بھی یہی کہتی تھی کہ وہ کوٹ مجھ پر اچھا نہین لگے گا ۔ نہیں ، میں نے کہا ، مین ضرور پہن کر دیکھوں گی ۔ پہنا تو پتا چلا کہ واقعی وہ ٹھیک ہی کہتی تھی ۔ میرے لیے مناسب ہی نہین تھا وہ ۔ انتہائی بے تکی سی لگتی تھی میں ۔

اور جب مس فرانسس نے اُس سیلز گرل سے کچھ پوچھا تو اُس نے کوٹ کو اپنے جسم پر تان کر دکھایا ۔ سچی بات یہ ہے کہ وہ کوٹ مجھ سے زیادہ اُسی لڑکی پر سجتا تھا ۔ میں اُس کوٹ میں جتنی بے تکی لگتی تھی وہ اُتنی ہی اچھی لگتی تھی ۔ معلوم ہوتا تھا اُسی کے جسم کے لیے بنا ہے ۔ خوب صورت بھی تھی وہ لڑکی ۔ سیاہ گھونگھریالے بال ، لمبی لمبی بڑی سیاہ آنکھیں ۔ اُس وقت یہ ساری باتیں ہی اُس کے خلاف تھیں ۔ خیر تو جب میں نے وہ کوٹ پہن کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ مجھ پر اچھا نہیں لگتا ۔ اُسی وقت میں نے اس لڑکی کو دیکھا کہ مس فرانسس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی ہے ، جیسے کہ کہہ رہی ہو ''دیکھا کیسی بے ہنگم لگتی ہے'' اور بس مجھے غصہ آگیا ۔ میں اُن دونوں پر خوب برسی اور پھر منیجر سے جا کر کہہ دیا کہ یہ لڑکی بہت گستاخ ہے اور (وہ قریب رونے لگتی ہے مگر پھر ضبط کر لیتی ہے) مجھے کیا خبر تھی بعد کو کیا ہوگا ۔ کوئی اور غریب سی شکل و صورت کی لڑکی ہوتی تو شاید میں ایسا نہ کرتی ۔ مگر وہ تو بہت ہی خوب صورت تھی اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ ایسی ملازمتیں تو اُسے کئی مل جائیں گی ۔ تو مجھے اُس کے حال پر افسوس کیوں ہوتا بھلا ؟

انسپکٹر

تو یوں کہیے کہ آپ کسی حد تک اُس سے جلنے لگی تھیں ؟

شیریں

جی ہاں ، آپ ٹھیک کہتے ہیں ۔

انسپکٹر

اور ایک مال دار گاہک اور ایک معزز شہری کی بیٹی کی حیثیت میں آپ نے ضروری سمجھا کہ آپ اُسے قرار واقعی سزا دیں ۔ محض اس لیے کہ آپ اُس کی خوب صورتی سے جلتی تھیں ۔

شیریں

ہاں ، مگر اُس وقت مجھے کیا معلوم تھا کہ اس کا ایسا ہولناک انجام ہوگا ۔ دیکھیے نا اگر اس وقت میں اُس کی کچھ مدد کر سکتی تو ضرور ــــــ

انسپکٹر

(پیچھے کی طرف سائڈ بورڈ کی جانب جاتے ہوئے سختی سے) ٹھیک ہے ۔ مگر اس وقت آپ اُس کی کوئی مدد نہیں کر سکتیں ۔ اب بہت دیر ہو چکی ہے ۔ وہ مر چکی ہے ۔

اختر

(آتش دان کے پاس جاتے ہوئے) اُفوہ! غور کرو تو کیسی ہولناک بات نظر آتی ہے ۔

[آتش دان کے پاس بچھی ہوئی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے]

شیریں

(شدید غصے سے) بس چپ رہو اختر! مجھے معلوم ہے، بس اسی مرتبہ مجھ سے یہ غلطی ہوئی ہے ۔ میں قسم کھاتی ہوں آیندہ کبھی ایسی حرکت نہ کروں گی ۔ رنگون والے کی دکان پر

میں نے کبھی کبھی محسوس کیا تھا کہ وہاں لوگ مجھے ایک خاص انداز میں گھورتے ہیں ۔ آج تیسرے پہر بھی میں نے ایسے ہی محسوس کیا ۔ شاید کچھ لوگوں کو یہ بات یاد ہوگی ۔ اب میں کبھی وہاں نہیں جاؤں گی ، کبھی نہیں ۔ میں کہتی ہوں آخر یہ سب کچھ ہوا کیوں ؟

انسپکٹر

(میز کی داھنی جانب آتے ہوئے درشتی سے) آج شام جب میں نے اُس مردہ لڑکی کو دیکھا تو میں نے بھی اپنے آپ سے یہی سوال کیا تھا ، آخر یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ اسی لیے میں یہاں آیا ہوں اور جب تک سب کچھ معلوم نہیں ہوجاتا اُس وقت تک واپس نہیں جاؤں گا ۔ (وہ میز کی دائیں جانب کرسی پر بیٹھ جاتا ھے) ۔ شاھدہ عزیز مسعود اینڈ کمپنی کی ملازمت سے اس لیے ہر طرف کی گئی کہ اسٹرائیک نا کام رھی اور کارخانے والے نہیں چاھتے تھے کہ دوبارہ پھر اسٹرائیک ھو جائے ۔ خیر اُسے پھر ایک ملازمت مل گئی ، ایک بڑی سی دکان میں ۔ معلوم نہیں اب بھی اُس کا نام شاھدہ عزیز تھا یا کچھ اور ۔ بہر حال یہ ملازمت بھی اُسے چھوڑنی پڑی ۔ محض اس لیے کہ آپ کو غصہ آیا اپنے آپ پر مگر اُتارا اُس پر ۔ اب ظاھر ھے اُسے کچھ اور کرنا ھی تھا ۔ تو پہلے تو اُس نے اپنا نام بدل کر عذرا رکھا ۔

پرویز

(چونک کر) کیا ؟

انسپکٹر

(اطمینان سے) میں نے کہا اس نے اپنا نام بدل کر عذرا رکھا (پرویز اٹھ کر سائڈ بورڈ کی جانب آتا ہے - انسپکٹر اٹھتا ہے اور میز کے آگے ٹھیک درمیان میں آجاتا ہے) آپ کے ڈیڈی کہاں ہیں ؟

شیریں

ڈرائینگ روم میں گئے تھے ممی کو بتانے کے لیے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے - اختر! انسپکٹر صاحب کو ڈرائینگ روم میں لے جاؤ (اختر اٹھتا ہے ، دروازے کی سمت جا کر اسے کھولتا ہے - انسپکٹر بھی دروازے کی طرف بڑھتا ہے - پہلے شیریں کو دیکھتا ہے پھر پرویز کو - پھر اختر کے ساتھ باھر چلا جاتا ہے - پرویز میز کی داھنی جانب آتا ہے) ھاں تو پرویز ؟

پرویز

ھاں کیا شیریں ؟

شیریں

تم اس شاھدہ عزیز سے کیسے واقف ہوئے ؟

پرویز

میں اسے نہیں جانتا -

شیریں

چلیے عذرا سہی ، ایک ھی بات ہے -

پرویز

میں کیوں واقف ہوتا اُس سے ؟

شیریں

ارے بس بے وقوفی کی باتیں مت کرو ۔ وقت ھی کہاں ہے ہمارے پاس ۔ تم نے تو اُسی وقت راز فاش کر دیا تھا جب اس نے اُس لڑکی کا یہ دوسرا نام لیا ۔

پرویز

(میز کی داھنی جانب قریب آتے ہوئے) اچھا اچھا ، میں اُسے جانتا تھا ۔ بس ۔ اب یہ قصہ ختم کرو ۔

شیریں

جی نہیں اب یہ قصہ ختم نہیں کیا جا سکتا ۔

پرویز

ڈارلنگ ! میری بات تو سنو ۔

شیریں

اونہوں ، معاف فرمائیے ، آپ اُسے محض جانتے ھی نہیں تھے بلکہ بڑی اچھی طرح جانتے تھے ۔ ورنہ یوں مجرم سے کیوں معلوم ہوتے ۔ پہلے پہل کب ملاقات ہوئی تھی اُس سے؟

[پرویز جواب نہیں دیتا ۔ وہ میز کی داھنی جانب بیٹھ جاتا ہے]

رنگوں والے کی دوکان سے نکالی گئی تھی ، اُس وقت یا جب

اُس نے اپنا نام بدل لیا اور جیسا کہ انسپکٹر نے بتایا وہ کچھ اور طرح کی زندگی گزارنے لگی ، اُس وقت؟ پچھلے سال گرمیوں میں اُسی سے ملاقاتیں ہوتی تھیں ۔ جب تم میرے پاس آ کے نہ پھٹکے اور مجھ سے کہتے رہے غضب کی مصروفیت ہے ۔ کیوں اب بتاؤ نا؟ (پرویز جواب نہیں دیتا مگر سر اُٹھا کر اُس کی طرف دیکھتا ہے) ہاں تو یوں کہو ، یہ بات تھی ۔

[وہ اٹھتی ہے اور آہستہ آہستہ چل کر آگے بائیں جانب آ جاتی ہے]

پرویز

شیریں! مجھے معاف کر دو ۔ یہ قصہ تو پچھلی گرمیوں میں ہی ختم ہو گیا تھا ۔ پچھلے چھ مہینے سے تو میں نے اُس لڑکی کو دیکھا تک نہیں ۔ خودکشی کے اس معاملے سے میرا کوئی تعلق نہیں ۔

شیریں

آدھ گھنٹہ پہلے میرا بھی یہی خیال تھا کہ خودکشی کے اس معاملے سے میرا کوئی تعلق نہیں ۔

پرویز

اور ظاہر ہے ، ہے بھی نہیں ۔ نہ تمھارا نہ میرا ، اس لیے بس اب چپ رہنا ۔ خدا کے واسطے انسپکٹر سے کچھ نہ کہنا ۔

شیریں

(گھوم کر) تمھارے اور اس لڑکی کے متعلق ؟

پرویز

مین کیوں واقف ہوتا اُس سے ؟

شیریں

ارے بس بے وقوفی کی باتیں مت کرو ۔ وقت ہی کہاں ہے ہمارے پاس ۔ تم نے تو اسی وقت راز فاش کر دیا تھا جب اس نے اُس لڑکی کا یہ دوسرا نام لیا ۔

پرویز

(میز کی داہنی جانب قریب آتے ہوئے) اچھا اچھا ، میں اُسے جانتا تھا ۔ بس ۔ اب یہ قصہ ختم کرو ۔

شیریں

جی نہین اب یہ قصہ ختم نہیں کیا جا سکتا ۔

پرویز

ڈارلنگ ! میری بات تو سنو ۔

شیریں

اونہوں ، معاف فرمائیے، آپ اُسے محض جانتے ہی نہیں تھے بلکہ بڑی اچھی طرح جانتے تھے ۔ ورنہ یوں مجرم سے کیوں معلوم ہوتے ۔ پہلے پہل کب ملاقات ہوئی تھی اُس سے؟

[پرویز جواب نہیں دیتا ۔ وہ میز کی داہنی جانب بیٹھ جاتا ہے]

رنگوں والے کی دوکان سے نکالی گئی تھی ، اُس وقت یا جب

اُس نے اپنا نام بدل لیا اور جیسا کہ انسپکٹر نے بتایا وہ کچھ اور طرح کی زندگی گزارنے لگی ، اُس وقت ؟ پچھلے سال گرمیوں میں اُسی سے ملاقاتیں ہوتی تھیں ۔ جب تم میرے پاس آکے نہ پھٹکے اور مجھ سے کہتے رہے غضب کی مصروفیت ہے ۔ کیوں اب بتاؤ نا ؟ (پرویز جواب نہیں دیتا مگر سر اُٹھا کر اُس کی طرف دیکھتا ہے) ہاں تو یوں کہو ، یہ بات تھی ۔

[وہ اٹھتی ہے اور آہستہ آہستہ چل کر آگے بائیں جانب آ جاتی ہے]

پرویز

شیریں! مجھے معاف کر دو ۔ یہ قصہ تو پچھلی گرمیوں میں ہی ختم ہو گیا تھا ۔ پچھلے چھ مہینے سے تو میں نے اُس لڑکی کو دیکھا تک نہیں ۔ خودکشی کے اس معاملے سے میرا کوئی تعلق نہیں ۔

شیریں

آدھ گھنٹہ پہلے میرا بھی یہی خیال تھا کہ خودکشی کے اس معاملے سے میرا کوئی تعلق نہیں ۔

پرویز

اور ظاہر ہے ، ہے بھی نہیں ۔ نہ تمھارا نہ میرا ، اس لیے بس اب چپ رہنا ۔ خدا کے واسطے انسپکٹر سے کچھ نہ کہنا ۔

شیریں

(گھوم کر) تمھارے اور اس لڑکی کے متعلق ؟

پرویز

ہاں ہاں ۔ ہم چاہیں تو اُسے معلوم ہی نہیں ہو سکتا ۔

[شیریں ہسٹریائی انداز میں ہنستی ہے ۔ وہ میز کے آگے
رکھی ہوئی کرسی کی طرف آ کر اس پر جھکتی ہے]

شیریں

احمق ہو تم بھی ۔ اُسے سب کچھ معلوم ہے ۔ صاف نظر آتا
ہے اُسے سب کچھ پتا ہے ۔ مجھے تو یہ سوچ کر ہی وحشت
ہوتی ہے کہ اُسے ابھی نہ معلوم کیا کیا معلوم ہے جس کی
تمہیں کچھ خبر ہی نہیں ۔ دیکھ لینا ، تم خود ہی دیکھ لینا ۔

[فتح مندی کے انداز میں اُس کی طرف دیکھتی ہے ——
پرویز قطعی دب کر رہ جاتا ہے ۔ دروازہ آہستہ آہستہ
کھلتا ہے اور انسپکٹر نمودار ہوتا ہے اور اطمینان کے
عالم میں متجسس نگاہوں سے انہیں دیکھتا ہے ۔ پرویز
اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے ——]

پردہ گرتا ہے

دوسرا ایکٹ

[پردہ اٹھتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ پرویز ابھی آٹھ کر کھڑا ہوا ہے ۔ انسپکٹر ابھی دروازے میں ہی کھڑا ہے اور شیریں اور پرویز کو دیکھ رہا ہے ۔ پھر وہ دروازہ کھلا چھوڑ کر ایک قدم آگے بڑھتا ہے]

انسپکٹر

(پرویز سے) ہاں تو پرویز صاحب !

[آتش دان کی طرف جاتے ہوئے ہسٹریائی ہنسی ہنستے ہوئے پرویز سے]

شیریں

دیکھا میں نہ کہتی تھی ؟

انسپکٹر

کیا کہا تھا آپ نے ان سے ؟

[دروازہ بند کر دیتا ہے]

پرویز

(میز کے سامنے آتے ہوئے بڑی دشواری سے) انسپکٹر صاحب! میرا خیال ہے اب شیریں کو تو اس تفتیش سے نجات دی جائے ۔ آج دن بھر کی بھاگ دوڑ سے یہ بہت تھک گئی ہیں ۔

آپ کو معلوم ہی ہے ہماری آج Engagement کی تقریب تھی اور پھر اس وقت کی ان سب باتوں کے بعد ان کی قوت برداشت جواب دے جائے تو کچھ بعید نہیں۔ آپ ان کا بیان تو سن ہی چکے ہیں۔

شیریں

(انسپکٹر سے) یہ سمجھتے ہیں کہ میں ہسٹریکل ہوتی جا رہی ہوں۔

انسپکٹر

آپ کی اپنی رائے کیا ہے؟

شیریں

ہاں شاید۔

انسپکٹر

اچھا، تو پھر میں آپ کو یہاں روکنا نہیں چاہتا (وہ بائیں جانب آ جاتا ہے) اب آپ سے مجھے کوئی سوال نہیں پوچھنا ہے۔

شیریں

مگر آپ کی تفتیش ابھی ختم تو نہیں ہوئی؟

انسپکٹر

نہیں۔

شیریں

(پرویز سے) دیکھا تم نے ؟ (انسپکٹر سے) تو پھر میں یہیں ٹھہروں گی ۔

پرویز

مگر کیوں آخر ؟ ظاہر ہے کچھ ناخوش گوار اور پریشان کن باتیں ہی ہوں گی ۔

انسپکٹر

(پرویز کی طرف رخ کرکے) ہوں ۔ اور آپ کا خیال ہے نوجوان عورتوں کو ناخوش‌گوار اور پریشان کن باتوں سے بچانا چاہیے ۔

پرویز

ہاں ، اگر ممکن ہو سکے ۔

انسپکٹر

(میز کی بائیں جانب سے پیچھے کی طرف سائیڈ بورڈ کی جانب جاتے ہوئے) ایک نوجوان خاتون کا تو بہ ہرحال ہمیں علم ہے جسے ایسی باتوں سے بچایا نہیں گیا ۔ کیوں پرویز صاحب !

پرویز

اوہ ! کیسی غلطی ہوئی ہے مجھ سے یہ کہہ کے ۔

شیریں

(ذرا احتیاط سے) بار بار ایسی غلطی نہ کرنا ۔

پرویز

مین تم سے صرف یہی کہنا چاہتا تھا کہ آخر ٹھہرنے سے فائدہ ؟ جب کہ تمھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ جو کچھ یہاں گفتگو ہوگی اس سے تمھیں تکلیف ہوگی ۔

شیریں

مجھ پر جو کچھ بیت چکی ہے اب اس سے زیادہ اور کیا ہوگا۔ شاید میرے لیے اسی مین بہتری ہو ۔

پرویز

(تلخی سے) اچھا تو اب میں سمجھا ۔

شیریں

کیا سمجھے ؟

پرویز

یہی کہ تم خود اس اذیت سے گزر ہی چکی ہو، اب کسی اور کو اس اذیت میں مبتلا دیکھنا چاہتی ہو ۔

شیریں

(تلخی سے) تو تم یہ سمجھتے ہو کہ میری طبیعت ایسی ہے ۔ یہ بھی اچھا ہوا ۔ پرویز ! مجھے وقت پر ہی معلوم ہو گیا ۔

پرویز

(بائیں جانب پیچھے ہٹتے ہوئے) میرا مطلب یہ تو نہیں تھا———

شیریں

(پرویز کی طرف گھومتے ہوئے بات کاٹ کر) یہی مطلب تھا تمھارا - اگر تمھیں واقعی مجھ سے محبت ہوتی تو یہ بات بھلا کہہ سکتے تھے - میری ساری کہانی غور سے سنتے رہے - یہ بھی سنا کہ میں نے اس لڑکی کو رنگون والے کے ہاں سے نکلوا دیا اور بس طے کر لیا کہ میں لازمی طور پر کینہ پرور واقع ہوئی ہوں -

پرویز

اس قسم کی بات میں نے کب کہی ؟

شیریں

تو پھر تم نے یہ کیوں کہا کہ میں کسی اور کو اس اذیت میں مبتلا دیکھنا چاہتی ہوں -

[وہ میز کے آگے کرسی پر بیٹھ جاتی ہے]

پرویز

اچھا بھئی! مجھے افسوس ہے - میں معافی چاہتا ہوں -

شیریں

ہاں ، افسوس ضرور ہے - مگر تمھیں میری بات پر یقین

نہیں ہے ۔

انسپکٹر

(میز کی بائیں جانب آتے ہوئے صورت حال کو گرفت میں لے لیتا ہے) ۔ مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیجیے (پرویز سے) میں آپ کو بتاتا ہوں شیریں کیوں یہاں ٹھہرنا چاہتی ہیں اور کیوں وہ یہ سمجھتی ہیں کہ اسی میں ان کی بہتری ہے ۔ آج شام ایک لڑکی نے اپنے ہاتھوں اپنی جان لے لی ۔ ایک ایسی خوش باش لڑکی نے جس نے کبھی کسی کو دکھ نہیں پہنچایا ۔ زندگی سے اُسے ایسی نفرت ہو گئی کہ اُس نے مصیبت اور اذیت کی موت کو قبول کیا ۔

شیریں

(غم و اندوہ سے) بس اور کچھ نہ کہیے ۔ مجھے معلوم ہے ، سب کچھ معلوم ہے ۔ ہر لمحے میں بھی یہی سوچتی رہتی ہوں ——

انسپکٹر

(سنی ان سنی کرتے ہوئے) ان کو اب یہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ اُنھوں نے اس لڑکی کے ساتھ کیا سلوک کیا ۔ انھیں اپنے قصوروار ہونے کا احساس ہے ۔ اگر وہ اس وقت یہاں سے چلی جائیں اور انھیں کچھ اور نہ معلوم ہو سکے تو وہ یہی سمجھیں گی کہ سارا قصور انھی کا ہے ۔ بس وہ ہوں گی اور اُن کا یہ احساس جرم ، تنہا ، اکیلی ، ساری رات ، کل کا سارا دن اور پھر کل کی رات ——

شیریں

(جذبے سے) ہاں یہی بات ہے۔ میں جانتی ہوں میں قصور وار ہوں اور میں انتہائی نادم ہوں۔ مگر میں یہ نہیں مان سکتی۔ میں یہ ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں کہ اس نے آخر میں جو اپنے ہاتھوں اپنی جان لے لی تو اس میں سارا قصور میرا ہی ہے۔ یہ تو سوچ کر ہی میں کانپ جاتی ہوں ——

انسپکٹر

(سختی سے دونوں سے مخاطب ہو کر) سمجھے آپ؟ ہمیں کسی نہ کسی بات میں تو ایک دوسرے کا ساتھ دینا ہے۔ اور کچھ نہیں تو اپنا یہ جرم تو ہے۔ اس میں اوروں کو شریک کرنا ہی ہوگا۔

[وہ آتش دان کی طرف چلا جاتا ہے۔ پرویز شیریں کی جانب آتا ہے]

شیریں

(اٹھتے ہوئے انسپکٹر کو غور سے دیکھتی ہے) ہاں، ٹھیک کہا آپ نے۔ آپ سب کچھ سمجھتے ہیں (وہ اس کے قریب جاتی ہے اور حیرانی کے عالم میں کہتی ہے) مگر یہ آپ آدمی کیسے ہیں؟ میں آپ کو سمجھ نہیں پائی۔

انسپکٹر

(پر سکون انداز میں) ضروری نہیں کہ آپ سب کچھ ہی سمجھ چکی ہوں۔

شیریں

پولیس انسپکٹروں کو میں زیادہ تو نہیں جانتی مگر میں جن سے ملی ہوں وہ آپ جیسے تو بالکل نہیں تھے ۔

انسپکٹر

ہاں ، افسوس کی بات ہے ۔

شیریں

ہاں اسی پر تو مجھے حیرت ہے (وہ اسے حیرت سے دیکھتی ہے اور قریب قریب اپنے آپ سے ہی گفتگو کرتی ہے) میں ابھی اسی قسم کی بات کہنے والی تھی اور پولیس انسپکٹر ایسے نہیں ہوتے مگر انہیں ایسا ہی ہونا چاہیے ۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے کہ آخرکار یکایک ایک اصلی انسپکٹر آگیا ہو ۔ مین بھی کیا بکواس کر رہی ہوں ۔

انسپکٹر

(پرسکون انداز میں) کیا واقعی آپ اسے بکواس سمجھتی ہین ؟

[وہ اسے اطمینان سے دیکھتا رہتا ہے ۔ شیریں اسے تحیر اور تذبذب کے عالم میں دیکھتی رہتی ہے ۔ بیگم مسعود بڑی خوداعتمادی سے تیز تیز چلتی ہوئی داخل ہوتی ہیں ۔ جو کچھ ابھی گفتگو ہوئی ہے ان کی آمد وہ سارا طلسم توڑ دیتی ہے ۔ شیریں کو اسی وقت اس بات کا احساس ہو جاتا ہے]

سلطانہ

(دروازہ بند کرتے ہوئے آگے بڑھتی ہیں) آداب عرض انسپکٹر صاحب!

[پرویز میز کی بائیں جانب سے ہو کر سائیڈ بورڈ تک جاتا ہے]

انسپکٹر

آداب عرض ہے۔

سلطانہ

(آسی پُراعتماد انداز میں) میں بیگم مسعود ہوں (وہ بائیں جانب درمیان میں آ جاتی ہے) مسعود صاحب نے مجھے ابھی بتایا کہ آپ کیوں تشریف لائے ہیں۔ ظاہر ہے جو کچھ آپ پوچھیں گے ہمیں بتانے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ لیکن دیکھیے نا بتانے کو کچھ ہو تو۔

شیریں

(سلطانہ کی جانب بڑھ کر) ممی! یہ نہ کہیے۔ یہ نہ کہیے۔

سلطانہ

(حیرت کے بناوٹی اظہار کے ساتھ) کیوں شیریں! کیا بات ہے؟

شیریں

(ہچکچاتے ہوئے) بات تو بڑی عجیب سی لگتی ہے۔

سلطانہ

کون سی بات ؟

شیریں

کچھ نہیں ، بس مجھے ایسا لگتا ہے کہ آپ غلط طریقے سے گفتگو شروع کر رہی ہیں ۔ کہیں آپ کوئی ایسی بات نہ کہہ جائیں جس پر بعد میں آپ کو پچھتانا پڑے ۔

سلطانہ

شیریں ! یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ میری سمجھ میں تو کچھ آیا نہیں ۔

شیریں

ہاں ، شروع میں ہم بھی کچھ نہیں سمجھے تھے اور ہم نے بڑے اطمینان سے ، بڑے اعتماد سے باتیں شروع کی تھیں ۔ لیکن پھر انسپکٹر صاحب نے ہم سے سوالات کرنے شروع کر دیے ۔

[سلطانہ شیریں کی جانب دیکھتی ہے اور پھر انسپکٹر کی طرف اور پھر اس کی جانب بڑھتی ہے]

سلطانہ

انسپکٹر صاحب! معلوم ہوتا ہے بچی کو آپ نے بہت مرعوب کر دیا ہے ۔

انسپکٹر

(پُر سکون انداز میں) نوجوان اثر قبول کر لیتے ھیں۔ عمر ھی ایسی ھوتی ھے۔

[وہ اور سلطانہ ایک لمحے کے لیے ایک دوسرے کی جانب دیکھتے ھیں۔ پھر سلطانہ شیریں کی جانب متوجہ ھوتی ھے]

سلطانہ

شیریں! بہت تھک گئی ھو، تم جاؤ اب سو جاؤ اور بھول جاؤ یہ سارا قصہ۔ رات کو اطمینان سے سوؤگی تو صبح کو طبیعت ٹھیک ھوگی۔

شیریں

ممی کیا! کہہ رھی ھیں آپ؟ میں کیسے جاسکتی ھوں؟ یہ بات تو پہلے ھی طے پا چکی ھے کہ جب تک مجھے یہ معلوم نہیں ھو جاتا اُس لڑکی نے خود کشی کیوں کی اُس وقت تک میں یہیں رھوں گی۔

سلطانہ

(میز کے آگے کرسی پر بیٹھ کر) خواہ مخواہ کا تمھیں جنون ھوا ھے اور کچھ بھی نہیں۔

شیریں

نہیں، یہ بات نہیں ھے۔

سلطانہ

نہیں تو اور کیا بات ہے؟ تمھارے سر میں تو جس بات کا سودا سماتا ہے ایسا ھی سماتا ہے ، ورنہ بڑی صاف سی بات ہے کہ ھمیں اس لڑکی کی خودکشی کا سبب معلوم ھو ھی نہیں سکتا۔ اس قسم کی لڑکیاں——

شیریں

(بات کاٹتے ہوئے تیزی سے) خدا کے لیے ممی یہ نہ کہیے۔ ھم سب کی خاطر خاموش رھیے ۔

سلطانہ

(ناراض ھو کر) خاموش رھوں ؟ شیریں کیا ھو گیا تمھیں ؟ ھوش میں ھو ؟

شیریں

(میز کی بائیں جانب کرسی پر بیٹھ کر آھستہ بڑی احتیاط سے) جی ھاں ، میں بالکل ھوش میں ھوں ۔ میں کہتی ھوں آپ ھمارے اور اس لڑکی کے درمیان ایک دیوار کھڑی کرنے کی کوشش نہ کیجیے ۔ آپ کی محنت رائیگاں جائے گی ۔ انسپکٹر صاحب ذرا ھی دیر میں اس دیوار کو گرا دیں گے اور ھمارے لیے یہ کوئی اچھی بات نہ ھو گی ۔

سلطانہ

نا معلوم تم کیا کہہ رھی ھو ؟ (انسپکٹر سے) آپ سمجھے اس کی بات ؟

انسپکٹر

جی ہاں ، وہ ٹھیک کہہ رہی ہیں ۔

سلطانہ

(غصے سے) معاف کیجئے گا کیا کہا آپ نے ؟

انسپکٹر

(سلطانہ کی جانب بڑھتے ہوئے صاف گوئی سے) میں نے کہا جی ہاں میں ان کی بات سمجھ گیا ہوں اور وہ جو کچھ کہہ رہی ہیں ٹھیک کہہ رہی ہیں ۔

سلطانہ

انسپکٹر صاحب ! معاف کیجیے ، آپ کی باتیں کسی حد تک گستاخی کی حدود میں داخل ہو رہی ہیں (شیریں ہسٹریکل سی ہنسی ہنستی ہے) شیریں ! یہ کیا حرکت ہے ؟

[پرویز شیریں کی کرسی کی پشت تک آ جاتا ہے]

شیریں

پتا نہیں ۔ شاید گستاخی کی حدود پر مجھے ہنسی آ گئی ۔ پر ممی! بس اب ایسی ، بس اب ایسی باتیں نہ کیجیے، ورنہ——

سلطانہ

(بات کاٹتے ہوئے) شاید اس لیے کہ انسپکٹر صاحب برا مان جائیں گے ۔

انسپکٹر

(پر سکون انداز میں) جی نہیں، میں کبھی برا نہیں مانتا۔

سلطانہ

بڑی اچھی بات ہے۔ ویسے سچی بات یہ ہے کہ برا تو ہمیں ماننا چاہیے۔

انسپکٹر

خیر، اچھا برا ماننے کی بات کو چھوڑ ہی دیا جائے تو بہتر ہے۔

پرویز

ہاں واقعی۔

شیریں

بالکل میں بھی یہی کہتی ہوں۔

سلطانہ

(انہیں ڈانٹتے ہوئے) اور میں یہ کہتی ہوں کہ انسپکٹر سے گفتگو میں کر رہی ہوں تم نہیں۔ سمجھے (انسپکٹر سے کسی قدر مرعوب کن انداز میں) مجھے معلوم ہے کہ آپ یہاں کسی قسم کی تفتیش کرنے آئے ہیں مگر یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ آپ کا رویہ کسی حد تک عجیب وغریب اور توہین آمیز رہا ہے۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مسعود دو سال پہلے تک کراچی انڈسٹریل ایریا کے چیئرمین رہ

چکے ھیں اور اب بھی اسمبلی کے ممبر ھیں ۔

پرویز

(کسی قدر تنگ آکر بات کاٹتے ھوئے) انسپکٹر صاحب یہ سب کچھ جانتے ھیں ۔ یہ باتیں دھرانے سے آخر فائدہ کیا ھے؟

شیریں

(بات کاٹتے ھوئے) بے تکی بات ھے ممی! بس رھنے بھی دیجیے ۔

انسپکٹر

جی ھاں ، یہ لوگ ٹھیک کہہ رھے ھیں ۔

سلطانہ

(مرعوب کرنے کی کوشش میں) اچھا یہ بات ھے ؟

انسپکٹر

(پُرسکون انداز میں) جی ھاں (وہ بائیں جانب آجاتا ھے) مسعود علی خاں صاحب کہاں ھیں ؟

سلطانہ

ابھی آتے ھیں ۔ ذرا اختر سے باتیں کر رھے ھیں ۔ وہ آج کچھ ضدی سا ھو رھا ھے ۔

انسپکٹر

کیوں کیا ھوا انھیں ؟

سلطانہ

اختر کو ؟ کچھ نہیں ۔ آج یہ مختصر سی تقریب تھی ہمارے ہاں ــــــ

انسپکٹر

تو کیا اس خوشی میں وہ کچھ زیادہ پی گئے ہیں ؟

سلطانہ

کون اختر ؟ تو یہ کیجئے انسپکٹر صاحب ، وہ ابھی بچہ ہی تو ہے ۔

انسپکٹر

جی نہیں ، اب وہ بچہ نہیں ہیں ، جوان ہو چکے ہیں ۔ بعض نوجوانوں کو آج کل کچھ زیادہ ہی یہ لت پڑ گئی ہے ۔

شیریں

اور اختر بھی کسی سے کم نہیں ۔

سلطانہ

(درشتی سے) شیریں !

شیریں

(اٹھ کر میز کے سامنے سے ہو کر آتش دان کے پاس جاتے ہوئے) میں اختر بےچارے کو اس مصیبت میں گرفتار کرنا نہیں چاہتی ۔ اس کے اپنے ہی چکر کیا کم ہیں ۔ مگر ایک

حد ہوتی ہے خود فریبی کی۔ اب یہ کہنا کہ اختر شراب نہیں پیتا خود کو دھوکا ہی دینا ہے۔ پچھلے دو سال سے وہ مستقل بے تحاشا پیتا ہے۔

سلطانہ

(چکرا جاتی ہے) تم جھوٹ کہتی ہو۔ پرویز! تم تو اُسے اچھی طرح جانتے ہو، یہ جھوٹ کہتی ہے نا؟

[پرویز ھچکچاتا ہے]

انسپکٹر

پرویز صاحب! آپ کیا کہتے ہیں؟

پرویز

(سلطانہ سے معذرت کے ساتھ) جی نہیں، بات تو افسوس کی ہے، مگر ہے سچ۔ اس گھر سے باہر میری ملاقات تو نہیں ہوتی اُس سے مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ واقعی کچھ زیادہ پیتا ہے۔

سلطانہ

(اُٹھ کر شیریں کی طرف جاتے ہوئے کسی قدر سختی سے) تم آج مجھے یہ بتانے بیٹھی ہو۔

شیریں

ہاں آج ہی سب کچھ ہونا ہے۔ اسی لیے تو میں نے کہا تھا کہ ایسی دیوار کھڑی کرنے کا کیا فائدہ جو بڑی

سلطانہ

اختر کو ؟ کچھ نہیں ۔ آج یہ مختصر سی تقریب تھی ہمارے ہاں——

انسپکٹر

تو کیا اس خوشی میں وہ کچھ زیادہ پی گئے ہیں ؟

سلطانہ

کون اختر ؟ تو یہ کیجئے انسپکٹر صاحب ، وہ ابھی بچہ ہی تو ہے ۔

انسپکٹر

جی نہیں ، اب وہ بچہ نہیں ہیں ، جوان ہو چکے ہیں ۔ بعض نوجوانوں کو آج کل کچھ زیادہ ہی یہ لت پڑ گئی ہے ۔

شیریں

اور اختر بھی کسی سے کم نہیں ۔

سلطانہ

(درشتی سے) شیریں !

شیریں

(اُٹھ کر میز کے سامنے سے ہو کر آتش دان کے پاس جاتے ہوئے) میں اختر بے چارے کو اس مصیبت میں گرفتار کرنا نہیں چاہتی۔ اس کے اپنے ہی چکر کیا کم ہیں ۔ مگر ایک

حد ہوتی ہے خود فریبی کی۔ اب یہ کہنا کہ اختر شراب نہیں پیتا خود کو دھوکا ہی دینا ہے۔ پچھلے دو سال سے وہ مستقل بے تحاشا پیتا ہے۔

سلطانہ

(چکرا جاتی ہے) تم جھوٹ کہتی ہو۔ پرویز! تم تو اُسے اچھی طرح جانتے ہو، یہ جھوٹ کہتی ہے نا؟

[پرویز ھچکچاتا ہے]

انسپکٹر

پرویز صاحب! آپ کیا کہتے ہیں؟

پرویز

(سلطانہ سے معذرت کے ساتھ) جی نہیں، بات تو افسوس کی ہے، مگر ہے سچ۔ اس گھر سے باہر میری ملاقات تو نہیں ہوتی اُس سے مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ واقعی کچھ زیادہ پیتا ہے۔

سلطانہ

(اُٹھ کر شیریں کی طرف جاتے ہوئے کسی قدر سختی سے) تم آج مجھے یہ بتانے بیٹھی ہو۔

شیریں

ہاں آج ہی سب کچھ ہونا ہے۔ اسی لیے تو میں نے کہا تھا کہ ایسی دیوار کھڑی کرنے کا کیا فائدہ جو بڑی

آسانی سے گرائی جا سکے ۔ افسوس اور بھی زیادہ ہوتا ہے بس اور تو کچھ نہیں ۔

سلطانہ

انسپکٹر تو خاموش ہیں مگر تم ہو کہ ساری باتیں ــــــ

شیریں

ہاں ٹھیک ہے مگر کہ انسپکٹر صاحب نے ابھی تک خود آپ سے تو پوچھ گچھ کی ہی نہیں ۔

سلطانہ

(ذرا توقف کے بعد خود پر قابو پاتے ہوئے) تو کیا ہوا اگر ضرورت سمجھیں تو انسپکٹر صاحب مجھ سے کچھ پوچھیں گے اور مجھے جو کچھ معلوم ہے میں ضرور بتا دوں گی ، لیکن اس لڑکی کے بارے میں تو واقعی مجھے کچھ بھی معلوم ــــــ

انسپکٹر

(سنجیدگی سے) دیکھا جائے گا بیگم مسعود !

[مسعود علی خاں داخل ہوتا ہے اور اندر آ کر دروازہ بند کر دیتا ہے]

مسعود علی خاں

(کسی قدر مشتعل اور پریشان) اختر سے میں کہہ کہہ کر تنگ آگیا ہوں کہ جاؤ اب سو رہو مگر وہ ایک نہیں سنتا ۔ (انسپکٹر سے) وہ کہتا ہے آپ نے اُسے یہیں رہنے کو کہا ہے ۔

انسپکٹر

جی ھاں ، میں نے کہا ہے ۔

مسعود علی خاں

کیوں ؟

انسپکٹر

چونکہ میں ان سے چند باتیں کرنا چاھتا ھوں ۔

مسعود علی خاں

(میز کے پیچھے سے ھو کر آتش دان کی سمت جاتے ھوئے) آپ اُس سے کیا باتیں کرنا چاھتے ھیں ؟ اگر آپ کو گفتگو کرنی ھی ہے تو ابھی کر لیجیے نا ۔ بلا لیجیے اُسے اندر اور قصہ ختم کیجیے ۔

انسپکٹر

جی نہیں ، ابھی نہیں ۔ ابھی کچھ دیر اُنھیں انتظار کرنا پڑے گا ۔

مسعود علی خاں

انسپکٹر صاحب دیکھیے آپ ـــــ

انسپکٹر

اُنھیں اُس وقت تک انتظار کرنا پڑے گا جب تک بلایا نہ جائے ۔

شیریں

(آتش‌دان کے قریب آرام کرسی پر بیٹھتے ہوئے ، سلطانہ سے) کہیے سنا آپ نے ؟

سلطانہ

چپ رہو شیریں !

مسعود علی خاں

(غصے سے) انسپکٹر صاحب ! میں آپ سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ مجھے آپ کی گفتگو کا یہ لہجہ اور آپ کی تفتیش کا یہ انداز قطعی پسند نہیں ہے۔ بس میں بہت ڈھیل دے چکا ہوں ۔

انسپکٹر

تو اب نہ دیجیے ۔

شیریں

(کسی قدر وحشیانہ انداز سے ہنس کر) ڈھیل تو انسپکٹر صاحب دے رہے ہیں۔ ذرا ہشیاری سے کہیں کنوں پر سے پتنگ نہ کٹ جائے ۔

مسعود علی خاں

(سلطانہ سے) اس لڑکی کو کیا ہوا ہے ؟

سلطانہ

کچھ نہیں، ذرا زیادہ Excite ہو گئی ہے ۔ مگر پھر بھی آرام

کرنے نہیں جاتی (یکایک غصے ہو کر انسپکٹر سے) اچھا تو انسپکٹر صاحب بتائیے آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں ؟

انسپکٹر

(آہستہ آہستہ بائیں جانب آتے ہوئے پُر سکون لہجے میں) پچھلے سال اخیر جنوری میں یہ لڑکی شاہدہ عزیز رنگوں والے کی ملازمت سے اس لیے بر طرف کی گئی کہ شیریں صاحبہ نے اُسے وہاں سے نکلوا دیا ۔ پھر یہ لڑکی وہ لڑکی نہ رہی جو کام کی تلاش میں ماری ماری پھرتی تھی اور جس کا نام اُس وقت تک شاہدہ عزیز تھا۔ اب وہ عذرا بن چکی تھی اور اُس کے خیالات کچھ اور تھے (تیزی سے پرویز کی جانب رخ کرکے) پرویز صاحب! آپ کی اس سے پہلی ملاقات کہاں ہوئی؟

[مسعود علی خاں اور سلطانہ حیرت کا اظہار کرتے ہیں]

پرویز

آپ کو یہ خیال کیسے پیدا ہوا کہ میں اُسے جانتا تھا ؟

شیریں

کیا فائدہ ہے؟ پرویز! تم بیکار وقت ضائع کر رہے ہو ۔

انسپکٹر

آپ اُسے جانتے تھے پرویز صاحب ! جھٹلانے کی کوشش نہ کیجیے۔ عذرا کا ذکر آتے ہی آپ بے نقاب ہو گئے تھے ۔

شیریں

(اُٹھتی ہے اور میز کے سامنے والی کرسی کی جانب بڑھتے

ہوئے) ظاہر ہے جانتے ہی تھے ۔

انسپکٹر

بہر حال اتنا تو مجھے پہلے ہی سے معلوم تھا ۔ یہ بتائیے آپ سب سے پہلے کب اور کہاں اُس سے ملے تھے ؟

پرویز

اچھا ، اگر آپ پوچھتے ہی ہیں تو پھر سنیے ۔ (میز کی بائیں جانب بیٹھ جاتا ہے) پچھلے سال مارچ کی بات ہے کہ پیلس کے ریستوران میں ہماری پہلی ملاقات ہوئی ۔ میرا مطلب پیلس سنیما سے ہے ۔

شیریں

(میز کے گرد گھوم کر پیچھے کی طرف آتے ہوئے) ظاہر ہے پیلس سے مطلب پیلس سنیما ہی ہوتا ہے ۔ اطمینان رکھیے، انسپکٹر صاحب یہ نہیں سمجھیں گے کہ آپ کسی نواب کے محل کا تذکرہ کر رہے ہیں ۔

پرویز

(شیریں سے) آپ کی وضاحت کا شکریہ ۔ معلوم ہوتا ہے اس گفتگو کے دوران میں آپ کی موجودگی سے انھیں کافی مدد ملے گی۔ مگر میں کہتا ہوں شیریں تم اب چلی کیوں نہیں جاتی ہو؟ تم اپنا قصہ بیان کر ہی چکی ہو اور اب ہماری باتیں سن کر خواہ مخواہ تمھیں وحشت ہوگی ۔

شیریں

جی نہیں ، میں کسی قیمت پر یہاں سے جانے کو تیار نہیں۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ اگر کوئی شخص کارخانے میں مصروفیت کی وجہ سے اتنا وقت بھی نہیں نکال سکتا کہ وہ اس لڑکی سے آ کر مل جائے جس سے وہ محبت کا اظہار کرتا ہے تو آخر تمام وقت وہ کرتا کیا ہے۔ بغیر معلوم کیے میں نہیں جا سکتی ۔

انسپکٹر

(تحکم سے) خاموش رہیے ۔ (شیریں سائڈ بورڈ کی طرف چلی جاتی ہے ۔ انسپکٹر میز کے سامنے والی کرسی کی طرف گھومتا ہے اور بیٹھ جاتا ہے) ہاں تو پرویز صاحب! پیلس سنیما کے ریستوران میں۔۔۔۔

پرویز

ایک رات میں یونہی گھومتا پھرتا چلا گیا ۔ پکچر میں کچھ لطف نہیں آ رہا تھا ۔ میں نے سوچا ایک پیالی کافی ہی پی جائے۔ شاید آپ جانتے ہی ہوں اس ریستوران میں باہر سے بھی لوگ آتے رہتے ہیں۔۔۔۔خاص طور پر لڑکیاں۔۔۔۔

سلطانہ

کس قسم کی لڑکیاں ؟

انسپکٹر

ہر قسم کی ۔

سلطانہ

یہاں کراچی کے اس علاقے میں بھی ؟

انسپکٹر

جی ہاں ، اس علاقے میں بھی ہر قسم کی تجارت ہوتی ہے ۔ جسموں کی تجارت بھی تو آخر ایک کاروبار ہی ہے ۔

مسعود علی خاں

ہاں ہاں ٹھیک ہے ، مگر یہ بات آپ اس وقت کیوں لے بیٹھے ، خاص طور پر جب کہ ـــــــ (شیریں کی طرف اشارہ کر کے)

سلطانہ

ہاں ، شیریں کو یہ ساری داستان سنانے کی کیا ضرورت ہے؟

شیریں

اس لیے کہ اس داستان کے ہیرو سے شیریں کی منگنی ہو چکی ہے ۔ ہاں پرویز! تم کہو (وہ پرویز کی کرسی کے پاس آ جاتی ہے) تم اس ریستوران میں گئے جہاں ہر قسم کی لڑکیاں آتی جاتی رہتی ہیں ۔

پرویز

بڑی دل چسپی پیدا ہو گئی ہے آپ کو اس قصے سے ؟

انسپکٹر

(سختی سے) پرویز صاحب! بیان کیجیے پھر کیا ہوا ؟

پرویز

بس میں وہاں کافی پینے گیا تھا ۔ زیادہ دیر ٹھہرنے کا ارادہ نہیں تھا کیوں کہ مجھے ایسی لپی پتی عورتوں سے نفرت ہے لیکن وہاں مجھے ایک ایسی لڑکی نظر آئی جو بالکل مختلف معلوم ہوتی تھی ۔ بڑی خوب صورت تھی وہ ۔ لمبے لمبے گھونگھریالے بال ، بڑی بڑی سیاہ آنکھیں (رک جاتا ہے پھر رندھی ہوئی آواز میں) اوہ ۔

انسپکٹر

کیوں ـــــ کیا ہوا ؟

پرویز

(غم و اندوہ کے عالم میں) کچھ نہیں ۔ بس مجھے یکایک خیال آیا ، پہلی بار میں نے محسوس کیا کہ وہ تو مر چکی ہے ۔

انسپکٹر

(سختی سے) ہاں وہ مر چکی ہے ۔

شیریں

اور شاید ہم سب ہی اس کے قاتل ہیں ۔

سلطانہ

(آتش دان کے قریب آرام کرسی پر بیٹھتے ہوئے سختی سے) شیریں ! بکواس بند کرو ۔

انسپکٹر

(پرویز سے) بیان جاری رکھیے۔

پرویز

یہ لڑکی نوجوان بھی تھی اور حسین بھی اور——اور وہاں اُس کا ہونا کچھ عجیب سی بات تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ خود یہاں آ کر کچھ خوش نہیں تھی۔ وہ پیر فرتوت، وہ بینگا شرابی وجاہت مرزا ایک کونے میں اُسے لیے کھڑا تھا اور اپنی توند سے اس کے جسم کو مس کرنے کی——

سلطانہ

(بات کاٹتے ہوئے) بس بس، اب چھوڑو بھی ان تفصیلات کو، کراہت نہیں ہوتی ان باتوں سے! نا معلوم کس کا ذکر لے بیٹھے۔ ایک وجاہت مرزا تو میونسپل کونسلر ہیں مگر ظاہر ہے ان کا کیا تعلق ایسی باتوں سے!

پرویز

جی وہی وجاہت مرزا۔ ایک ہی بد معاش ہے اپنے وقت کا اور کراچی کا تو وہ سب سے بڑا غنڈہ ہے۔

انسپکٹر

ٹھیک۔ بالکل ٹھیک۔

سلطانہ

(چکرا جاتی ہے) کیا واقعی؟ وجاہت مرزا میونسپل کونسلر؟

آج تو عجیب و غریب باتیں معلوم ہو رہی ہیں ۔

شیریں

(پر سکون انداز میں) ابھی کیا ہے، ابھی تو بہت سی باتیں معلوم ہوں گی ۔ اُس بوڑھے کھوسٹ وجاہت مرزا کو کون نہیں جانتا ۔ ایک لڑکی میری جاننے والی ہے، اُسے ان بزرگوار سے ایک کام آن پڑا ۔ ٹاؤن ہال میں ان سے ملنے گئی ۔ اب کیا بتاؤں اس مردود سے کیسے پیچھا چھڑایا ہے اُس نے ۔ سارا بلاوز پھٹ گیا تھا بے چاری کا ۔

مسعود علی خاں

(برہم ہو کر سختی سے) شیریں !

انسپکٹر

(پرویز سے) ہاں پرویز صاحب ! پھر کیا ہوا ؟

پرویز

پھر اُس لڑکی کو جب احساس ہوا کہ میں اُس کی طرف متوجہ ہوں اُس نے ایسی نظروں سے مجھے دیکھا جیسے کہ مجھے مدد کے لیے پکار رہی ہو ۔ میں اُس کے پاس گیا اور وجاہت مرزا کو وہاں سے ٹالا ۔ اُسے چکمہ دیا کہ منیجر بلا رہا ہے ۔ پھر میں نے اُس لڑکی سے کہا، یہاں کیوں بیٹھی ہو، اگر تمہارا جی چاہتا ہو تو آؤ میں تمہیں لے چلوں ۔ وہ فوراً ہی چلنے کے لیے تیار ہو گئی ۔

[وہ اٹھ کر بائیں طرف چلنے لگتا ہے]

انسپکٹر

پھر آپ کہاں لے گئے اُسے ؟

پرویز

پھر ہم ممتاز ہوٹل میں چلے گئے ۔ وہاں ہم نے کچھ کھایا پیا اور باتیں کیں ۔ (انسپکٹر کی طرف رخ کر کے) وہ تو بس باتیں کرنا چاہتی تھی ۔ وہ چاہتی تھی کہ کوئی اُس کی باتیں ذرا ہمدردی سے سنے ۔ ایسے نہیں جیسے وجاہت مرزا اُس کی باتیں سن رہے تھے ۔

انسپکٹر

کچھ اپنے بارے میں بھی باتیں بتائیں اُس نے ؟

پرویز

ہاں ۔ جب میں نے پوچھا تو اُس نے بتایا کہ اُس کا نام عذرا ہے ، ماں باپ دونوں مر چکے ہیں ۔ یہ لوگ سی ۔ پی سے آ کر کراچی میں آباد ہوئے تھے ۔ اُس نے مجھے یہ بھی بتایا کہ ایک کارخانے میں اُسے کام مل گیا تھا مگر وہاں اسٹرائیک ہوگئی اور اُس کو ملازمت سے الگ کر دیا گیا ۔ ایک دوکان پر کام کرنے کے متعلق بھی اُس نے کچھ ذکر کیا تھا ۔ نام نہیں بتایا دوکان کا ۔ یہ بھی شاید جان بوجھ کر نہیں بتایا کہ آخر وہاں سے کیوں کام چھوڑا ۔ اُس کی ساری پچھلی زندگی کے بارے میں صحیح تو مجھے کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا ۔ (وہ میز کے بائیں جانب آ جاتا ہے) اپنے

بارے میں وہ بہت سی باتیں کرنا چاہتی تھی ۔ اُس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ میں بڑی دل چسپی سے اُس کی گفتگو سن رہا ہوں اور اُس کا دشمن نہیں ہوں ۔ مگر وہ نام تو اپنا عذرا ہی بتاتی تھی ۔ شاہدہ عزیز تو اُس نے ایک بار بھی نہیں کہا ۔ یہ نام تو آج میں نے پہلی مرتبہ ہی سنا ہے ۔ ہاں ایک بات وہ بھولے سے کہہ گئی حالانکہ کہنا نہیں چاہتی تھی ۔ وہ یہ کہ اُس کی مالی حالت اچھی نہیں ہے ، یہاں تک کہ اُس وقت کھانے کے لیے پیسے بھی نہیں ہیں اُس کے پاس ۔ خیر میں نے ہوٹل والوں سے کہہ کر کھانا بھی منگایا اور۔۔۔۔۔۔۔۔

انسپکٹر

اور پھر آپ نے یہ طے کیا کہ اُسے اپنے پاس رکھ ہی لیا جائے تو کیا خرابی ہے ؟

سلطانہ

کیا ؟

شیریں

(بائیں جانب آتے ہوئے) ہاں ہاں اور کیا ؟ بات تو شروع ہی سے ظاہر تھی ۔ پرویز! ممی کی پروا نہ کرو ۔ ہاں تو پھر؟

[مسعود علی خاں میز کے دائیں جانب سے کرسی اٹھا کر آتش دان کے سامنے رکھ لیتا ہے اور اس پر بیٹھ جاتا ہے]

پرویز

(پُر سکون انداز میں) اُس رات تو مجھے پتا نہیں چلا ۔ ہاں دو

ایک دن کے بعد جب ہم پھر ملے تو مجھے معلوم ہوا کہ اُس کے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا ۔ جہاں وہ رہتی تھی وہاں سے بھی اُسے نکالا جا رہا تھا ۔ اتفاق کی بات ہے کہ اُنھی دنوں میرا ایک دوست چند مہینے کے لیے ہندوستان گیا ہوا تھا اور اُس کے گھر کی چابی میرے پاس تھی ۔ میں نے اصرار کرکے عذرا کو اُس گھر میں بلا لیا اور اُسے مجبور کیا کہ کھانے پینے کے لیے کچھ روپیہ بھی مجھ سے لے لے ۔ (وہ میز کی بائیں جانب بیٹھ جاتا ہے ۔ پھر انسپکٹر سے کہتا ہے) دیکھیے کچھ اور نہ سمجھیے گا۔ میں اُسے اس لیے اس مکان میں نہیں لایا تھا کہ یہاں ذرا اطمینان سے محبت کی پینگیں بڑھائی جا سکیں گی ۔ یہ سب بعد کی باتیں ہیں ۔ میں تو اُسے صرف اس لیے لایا تھا کہ مجھے اُس کی حالت پر بڑا افسوس ہوا تھا ۔ مجھے اچھا نہیں لگتا تھا کہ وہ ہوٹلوں میں یوں ماری ماری پھرے ۔ اس کے بدلے میں نے اُس سے کچھ مانگا بھی نہیں۔

انسپکٹر

اچھا یہ بات ہے ؟

[وہ اُٹھتا ہے اور میز کی دائیں جانب سے گھوم کر سائیڈ بورڈ کے پاس چلا جاتا ہے]

شیریں

مگر آپ یہ سب کچھ انسپکٹر صاحب سے کیوں کہہ رہے ہیں؟ یہ باتیں تو مجھے بتانے کی تھیں ۔

پرویز

ہاں مجھے بتا دینا چاہیے تھا ۔ سب کچھ تمھیں بتانا چاہیے تھا ۔ شیریں ! مجھے معاف کر دو ، نا معلوم کیوں میں۔۔۔۔ (ہچکچاتا ہے) ۔

شیریں

(بات کاٹتے ہوئے) ہاں ہاں ، میں جانتی ہوں ۔ مگر اس وقت نا معلوم کیوں آپ سب کچھ بتائے دے رہے ہیں ۔

انسپکٹر

(پرویز سے) تو بدلے میں آپ نے کچھ مانگا نہیں ، مگر پھر وہ بس آپ کی ہی ہو کر رہ گئی ۔

پرویز

ہاں وہ تو ہونا ہی تھا (شیریں ڈیسک کی طرف چلی جاتی ہے) وہ جوان تھی ، حسین تھی ، محبت بھرا دل رکھتی تھی اور میری بڑی احسان مند تھی ۔ دیکھیے نا اُس کے لیے تو بس میں ہی سب کچھ تھا ۔

انسپکٹر

ہاں ۔ آخر کو وہ عورت تھی ، تنہا اور بے یار و مددگار عورت ۔ آپ اُس سے ہمدردی سے پیش آئے ، اُس کی خبرگیری کی اور وہ آپ کی ہوگئی ۔ عورت تو یہی چاہتی ہے کہ کسی سے محبت کرے ۔ یہی اُس کی کمزوری ہے ۔

شیریں

خوب ، یہ بھی اچھی رہی ۔

انسپکٹر

یہ دنیا کچھ ایسی ہی ہے ۔ یہاں ہر طرف جنگ و جدل کا بازار گرم ہے ، گھر کا امن سکون کہیں نہیں ۔ اس دنیا میں عورت کی محبت کرنے کی خواہش کمزوری ہے ، شاید کسی اور طرح کی دنیا میں یہ خواہش قوت اور طاقت کا سرچشمہ بنتی مگر اس ہماری دنیا میں نہیں ۔ آپ کو اُس سے محبت تھی ؟

شیریں

یہی تو میں پوچھنے والی تھی ۔

مسعود علی خاں

(اٹھتے ہوئے غیض کے عالم میں) مجھے شدید اعتراض ہے اس ـــــــ

انسپکٹر

(اُس کی طرف رخ کر کے سختی سے) آپ کو حق کیا ہے اعتراض کرنے کا ؟ آپ ہی نے سب سے پہلے اُس لڑکی کو نکال باہر کیا تھا ۔

مسعود علی خاں

(کسی قدر مرعوب ہو کر) ہاں ۔ مگر ہر مل کا مالک وہی کرتا جو میں نے کیا ۔ میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ مجھے اس

بات پر شدید اعتراض ہے کہ میری بیٹی کو ، ایک غیر شادی شدہ لڑکی کو، اس معاملے میں گھسیٹا جا رہا ہے ۔

انسپکٹر

(تیزی سے) آپ کی بیٹی چاند میں نہیں رہتی ، یہاں کراچی میں رہتی ہے (وہ پرویز کی کرسی کی جانب آتا ہے) ۔

شیریں

جی ہاں ، میں نے ہی اس لڑکی کو رنگون والا کے ہاں سے علیحدہ کرایا ۔ پرویز سے میری ہی منگنی ہوئی ہے ۔ میں بچہ نہیں ہوں ۔ سمجھے آپ ؟ میں سب کچھ معلوم کرنا چاہتی ہوں (پرویز کی جانب چلتی ہے) پرویز تمہیں اس سے محبت تھی ؟

پرویز

(ھچکچاتے ہوئے) کچھ کہہ نہیں سکتا ۔ بس اتنا جانتا ہوں وہ جو کچھ محسوس کرتی تھی میں نہیں کرتا تھا ۔

شیریں

(میز کی آگے کی جانب سے درمیان میں آتے ہوئے طنزیہ انداز میں) ظاہر ہے آپ کیوں محسوس کرتے ہوں گے ۔ آپ تو پرستان کے شہزادے تھے ۔ عیش ہی عیش تھے آپ کے لیے ۔

پرویز

ہاں کچھ دن تو عیش ہی رہے ۔ میری جگہ کوئی بھی ہوتا یہی کرتا ۔

شیریں

کیوں نہیں۔ کیوں نہیں۔ چلو خیر، تم نے آج ایک بات تو اچھی کہی۔ اور کچھ نہیں تو سچی بات تو ہے۔ تم ہر رات کو اس سے ملنے جاتے تھے؟

پرویز

نہیں، میں نے تم سے بالکل جھوٹ نہیں کہا تھا کہ میں کارخانے میں دن رات مصروف رہتا ہوں۔ میں واقعی بہت مصروف تھا۔ مگر پھر بھی میں اکثر اس سے ملتا تھا۔

سلطانہ

(اٹھتے ہوئے) بس بہت ہو چکی۔ اب ساری تفصیل سننے کی کیا ضرورت ہے اس ذلیل حرکت کی ـــــ (انسپکٹر آہستہ آہستہ چل کر بائیں جانب آ جاتا ہے)۔

شیریں

(بات کاٹتے ہوئے) ضرورت کیوں نہیں؟ میں ساری بات سننا چاہتی ہوں۔ تفصیل تو ابھی کچھ معلوم ہی نہیں ہوئی۔

پرویز

(اٹھتے ہوئے) اطمینان رکھیے آپ کو معلوم بھی نہیں ہوگی (سلطانہ سے) یہ کوئی ایسی ذلیل حرکت نہیں تھی بیگم مسعود!

سلطانہ

میں تو سمجھتی ہوں انتہائی ذلیل حرکت تھی۔

شیریں

ھاں شاید ھو ، مگر آپ کا تو اس سے کوئی تعلق نہیں ممی !

پرویز

(انسپکٹر کی جانب آتے ھوئے) آپ کوئی اور بات معلوم کرنا چاھتے ھیں ؟ کچھ اور پوچھنا ضروری سمجھتے ھیں ؟

انسپکٹر

ھاں یہ بتائیے آپ کا یہ سلسلہ کب ختم ھوا ؟

پرویز

ستمبر کے شروع میں مجھے اپنے کام سے چند ھفتوں کے لیے باھر جانا پڑا ۔ عذرا پہلے ھی جان گئی تھی کہ اب یہ سلسلہ زیادہ دنوں نہیں چلے گا۔ جانے سے پہلے میں نے مناسب سمجھا کہ ختم ھی کر دیا جائے اس قصے کو ۔

انسپکٹر

اس پر اس بات کا کیا اثر ھوا ؟

پرویز

مجھے جس قدر خطرہ تھا اس سے کم ھی ھوا ، بلکہ اس صورت حال میں اس نے بڑی سوجھ بوجھ کا مظاھرہ کیا ۔

شیریں

(طنز سے) تمھارے لیے ظاھر ھے بڑی اچھی بات تھی یہ ۔

پرویز

نہیں ۔ ایسی کوئی اچھی بات نہیں تھی (ایک لمحہ ٹھہرتا ہے ۔ پھر مدھم آواز میں تردد سے) اُس نے مجھے بتایا کہ عمر بھر وہ کبھی اس قدر خوش نہیں رہی ۔ مگر وہ جانتی تھی یہ سلسلہ ہمیشہ نہیں چل سکتا ۔ اُسے اس بات کی امید ہی نہیں تھی اور اس بات کا الزام وہ مجھ پر نہیں دھرتی تھی ۔ کاش وہ مجھے مورد الزام سمجھتی تا کہ میں اس وقت اس قدر نادم نہ ہوتا ۔

انسپکٹر

پھر اُسے اُس گھر سے نکلنا پڑا ؟

پرویز

ہاں یہ بات تو پہلے ہی طے پا چکی تھی ۔ اُس نے کفایت کرکے اس رقم میں سے کچھ روپے بچا لیے تھے جو میں اُسے دیتا رہا تھا ۔ مجھ سے کچھ اور وہ لینا ہی نہیں چاہتی تھی ۔ مگر پھر بھی چلتے وقت میں نے اصرار کر کے اُسے کچھ روپے اور دے دیے ۔ کچھ ایسے زیادہ تو نہیں ، پھر بھی اتنے ضرور تھے کہ سال کے اخیر تک چل جائیں ۔

انسپکٹر

اُس نے آپ کو بتایا تھا وہ کیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

پرویز

نہیں ۔ وہ اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی تھی ۔ اُس کی

باتوں سے ایک دو دفعہ مجھے اندازہ ہوا تھا کہ وہ کراچی سے دور کہیں اور جانا چاہتی ہے - نہیں معلوم پھر گئی یا نہیں -

انسپکٹر

(میز کی بائیں جانب سے ہو کر سائیڈ بورڈ کی طرف جاتے ہوئے) ہاں کوئی دو مہینے کے لیے گئی تھی ، کسی پہاڑی مقام پر -

پرویز

اکیلی ہی ؟

انسپکٹر

ہاں اکیلی ہی - شاید اسی لیے گئی ہو کہ تنہائی اور سکون کے عالم میں ان دنوں کو یاد کر سکے جو آپ کے ساتھ گزرے تھے -

پرویز

یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا ؟

انسپکٹر

کبھی کبھی وہ ایک قسم کی ڈائری لکھا کرتی تھی - اسی میں اس نے لکھا ہے کہ وہ کسی خاموش سے پرسکون مقام پر جانا چاہتی ہے تاکہ وہ یادوں کے سہارے اپنے سہانے دنوں کو زندہ رکھ سکے - اسے شدت سے احساس تھا کہ پھر اتنی خوشی اسے کبھی نہ مل سکے گی -

پرویز

(بھاری دل سے) ہوں - بس اس کے بعد میں اسے پھر کبھی نہیں ملا ، اور اس کے علاوہ مجھے کچھ نہیں معلوم -

انسپکٹر

میں آپ سے اتنا ہی معلوم کرنا چاہتا تھا -

پرویز

تو پھر مجھے جانے کی اجازت دیجیے - میں کچھ دیر تنہا رہنا چاہتا ہوں کیوں کہ اس سارے معاملے کی وجہ سے میرے دل پر ایک بوجھ سا ہے - میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں -

انسپکٹر

کہاں جانا چاہتے ہیں آپ ؟ گھر ؟

پرویز

نہیں - میں ذرا باہر گھوموں گا - تھوڑی دیر تک واپس آ جاؤں گا -

[وہ دروازے کی طرف جاتا ہے]

انسپکٹر

اچھی بات ہے پرویز صاحب ! ہو آئیے -

شیریں

(اٹھ کر پرویز کی طرف بڑھتے ہوئے) ، ہاں ایک بات پرویز !

ممکن ہے واپس آنا تمھیں یاد نہ رہے یا شاید تم آنا نہ چاہو، اس لیے میرا خیال ہے تم یہ لیتے جاؤ (وہ انگوٹھی واپس کر دیتی ہے) -

پرویز

اچھا یہ بات ہے ؟ ہاں ، اندازہ تو مجھے پہلے ہی تھا کہ تم ـــــ

شیریں

پرویز ! مجھے تم سے اب ایسی نفرت نہیں ہے جیسی آدھ گھنٹہ پہلے تھی ، بلکہ یوں کہوں تو زیادہ صحیح ہوگا کہ میری نظروں میں اب تمھاری جتنی عزت ہے اتنی کبھی نہیں تھی - ہے نا عجیب سی بات - بہر حال دیکھونا مجھے یقین تھا کہ پچھلے سال اُن دنوں جب تم میرے پاس آ کر نہیں پھٹکے تم کارخانے میں مصروف نہیں تھے، تم نے مجھ سے صاف جھوٹ بولا - مجھے احساس تھا کہ اُن دنوں کوئی بات تھی ضرور - آج تم نے پہلی دفعہ سچ بات تو بتائی - مجھے تمھاری اس بات کا بھی یقین ہے کہ تم نے پہلے پہل اُس لڑکی کی کیسے مدد کی ، محض از راہ ہمدردی - جس وقت تم اُس سے ملے اُس وقت وہ جو اتنی پریشان ہوچکی تھی، وہ سب میرا ہی قصور تھا مگر بعد کو جو تم نے بتایا ، اُس سے بڑا فرق پڑتا ہے - اب میں اور تم وہی شیریں اور پرویز نہیں ہیں جو تھوڑی دیر پہلے ایک ساتھ کھانا کھا رہے تھے - اب سب کچھ نئے سرے سے شروع ہوگا، پھر سے ایک دوسرے کو جاننے کی کوشش کی جائے تو ـــــــ

مسعود علی خاں

(میز کے آگے سے شیریں کی طرف بڑھتے ہوئے) شیریں ! میری بات سنو ۔ یہ نہ سمجھنا کہ میں پرویز کی وکالت کر رہا ہوں مگر تم جانتی ہی ہو کہ آج بہت سے نوجوان ـــــــــــ

شیریں

بس ڈیڈی ! آپ اس معاملے میں دخل نہ دیجیے ۔ آپ میری بات نہیں سمجھے ہیں اور پرویز سمجھ گئے ہیں کہ میرا مطلب کیا تھا (مسعود علی خاں آتشدان کی طرف رخ کر لیتا ہے) ۔

پرویز

ہاں میں جانتا ہوں تمہارا مطلب کیا تھا ۔ میں ابھی تھوڑی دیر میں آتا ہوں ، اسی صورت میں کہ میرے واپس آنے پر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو ۔

شیریں

اچھی بات ہے ، ہو آئیے ۔ (میز کی بائیں جانب کی کرسی پر بیٹھ جاتی ہے) ۔ (انسپکٹر سے) آپ نے پرویز کو اس کا فوٹو نہیں دکھایا ؟

انسپکٹر

نہیں ، ضرورت نہیں تھی ۔

سلطانہ

اس لڑکی کا فوٹو تمہارے پاس ہے ؟

انسپکٹر

ھاں ، میرا خیال ھے آپ دیکھ ھی لیجیے یہ فوٹو ۔ (میز کی دائیں جانب سے گھوم کر وہ سلطانہ کے پاس آتا ھے) ۔

سلطانہ

میں کیوں دیکھوں ؟ سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ مجھے کس مقصد سے ـــــــــــ

انسپکٹر

مقصد کوئی خاص نہیں ، پھر بھی آپ دیکھ لیں تو اچھا ھے ۔

سلطانہ

اچھا دکھائیے ۔

[انسپکٹر فوٹو نکالتا ھے ، سلطانہ غور سے اسے دیکھتی ھے]

انسپکٹر

(فوٹو واپس لیتے ھوئے) پہچانتی ھیں آپ اسے ؟

سلطانہ

نہیں ، میں کیوں پہچانتی ؟

انسپکٹر

ممکن ھے بعد کو اس کی شکل و صورت کچھ بدل گئی ھو مگر اتنی بھی کیا کہ پہچانی نہ جا سکے ۔

سلطانہ

انسپکٹر صاحب میں سمجھی نہیں آپ کی بات ۔

انسپکٹر

(آتشدان کے قریب جاتے ہوئے) یوں کہیے کہ آپ سمجھنا نہیں چاہتیں بیگم مسعود !

سلطانہ

(غصے سے) جی نہیں ۔ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں ، ٹھیک کہہ رہی ہوں ۔

انسپکٹر

آپ جو کچھ کہہ رہی ہیں درست نہیں ہے ۔

سلطانہ

(اُٹھتے ہوئے) کیا کہا آپ نے ؟

مسعود علی خاں

(میز کے گرد گھوم کر سلطانہ کی بائیں جانب جاتے ہوئے انسپکٹر سے غیض کے عالم میں) دیکھیے انسپکٹر صاحب! میں یہ برداشت نہیں کر سکتا ۔ آپ کو معافی مانگنی پڑے گی ابھی ۔

انسپکٹر

کس بات کی معافی ؟ اپنا فرض ادا کرنے کی ؟

مسعود علی خاں

قرض ادا کرنے کا یہ طریقہ ہوتا ہے ؟ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں کراچی کا ایک معزز شہری ہوں ۔

انسپکٹر

(رعب سے) مسعود صاحب ! معزز شہریوں کے اگر کچھ حقوق ہوتے ہیں تو ان کی ذمہ داریاں بھی ہوتی ہیں ۔

مسعود علی خاں

ہوتی ہوں گی ، مگر آپ یہاں اس لیے تو نہیں آئے ہیں کہ میری ذمہ داریاں مجھے یاد دلائیں ؟

شیریں

کون کہہ سکتا ہے ۔

مسعود علی خاں

کیا مطلب ہے تمھارا شیریں ؟

شیریں

(اٹھتے ہوئے) میرا مطلب یہ ہے کہ خواہ مخواہ ہوا باندھنے کا اب ہمارے پاس کوئی جواز نہیں ہے ۔ عقلمندی اسی میں ہے کہ ہم ایسی کوئی حرکت نہ کریں ۔ ڈیڈی نے اس لڑکی کو محض اس لیے نکال باہر کیا کہ وہ معقول تنخواہ مانگتی تھی ، رہی سہی کسر میں نے پوری کر دی ۔ اتنی سی بات پر آسے

آوارہ بننے پر مجبور کیا کہ وہ مجھ سے زیادہ حسین کیوں تھی۔ اور پرویز صاحب نے تو انتہا کر دی۔ پہلے اُسے گھر بلا کر رکھا اور پھر جب جی چاہا رخصت کر دیا۔ اب آپ ہیں کہ اُس کا فوٹو دیکھ کر یہی کہے جا رہی ہیں 'میں نہیں پہچانتی' حالانکہ جن نظروں سے آپ نے اُسے دیکھا اُن سے صاف ظاہر تھا کہ آپ پہچانتی ضرور ہیں۔ آپ سچ سچ نہیں بتاتیں تو انسپکٹر صاحب آپ سے کیوں معافی مانگیں؟ آپ دونوں اس معاملے کو بگاڑ رہے ہیں۔

[باہر کا دروازہ بند ہونے کی آواز آتی ہے]

مسعود علی خاں

دروازے پر پھر کوئی ہے۔

سلطانہ

پرویز واپس آیا ہوگا۔

انسپکٹر

ممکن ہے آپ کے صاحب زادے باہر گئے ہوں۔

مسعود علی خاں

دیکھتا ہوں۔

[دروازے کی طرف مڑتا ہے اور تیزی سے باہر چلا جاتا ہے۔ انسپکٹر سلطانہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے]

انسپکٹر

بیگم مسعود! آپ انجمن فلاح نسواں کی رکن ہیں؟ (سلطانہ

میز کے آگے والی کرسی پر بیٹھ جاتی ہے مگر جواب نہیں دیتی)۔

شیریں

ہاں ممی ! جواب دیجیے بلکہ میرا خیال ہے مان ہی لیجیے ۔ (انسپکٹر سے) جی ہاں ، ممی اس انجمن کی ممبر ہیں ۔ (میز کے بائیں جانب کرسی پر بیٹھ جاتی ہے) ۔

انسپکٹر

(ڈیسک کی جانب آتے ہوئے پُر سکون انداز میں) یہ انجمن اُن عورتوں کی امداد کرتی ہے جو واقعی دکھ جھیل رہی ہوں ۔ جی ؟

سلطانہ

(دبدبے سے) ہاں ۔ ہم نے بہت سی غریب عورتوں کی مدد کی ہے ۔

انسپکٹر

دو ہفتے پہلے اس انجمن کی انٹرویو کرنے والی کمیٹی کا اجلاس ہوا تھا ؟

سلطانہ

ہاں ، ہوا ہوگا ۔

انسپکٹر

بیگم مسعود ! آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ یہ اجلاس ہوا تھا اور آپ ہی اس جلسے کی صدر تھیں ۔

سلطانہ

فرض کیجیے میں صدر تھی ، پھر آپ سے مطلب ؟

انسپکٹر

(سختی سے) آپ چاھتی ھیں میں سب کچھ صاف صاف بیان کر دوں ؟

[مسعود علی خاں داخل ھوتا ھے ۔ وہ کسی قدر پریشان ھے ۔ اندر آ کر وہ دروازہ بند کر دیتا ھے]

مسعود علی خاں

اختر ھی باھر گیا ھے ۔

سلطانہ

(خطرہ محسوس کر کے) اس کے کمرے میں بھی دیکھا تم نے ؟

مسعود علی خاں

ھاں ۔ پچھلے برآمدے سے میں نے اسے آواز بھی دی مگر کوئی جواب نہیں ۔ وہ دروازہ بند ھونے کی جو آواز تھی وہ اختر ھی باھر گیا ھوگا ۔

سلطانہ

پاگل ھے یہ لڑکا بھی ۔ کہاں گیا ھوگا اس وقت ؟

مسعود علی خاں

کچھ کہہ نہیں سکتا ۔ وہ اس وقت کچھ عجیب موڈ میں تھا؛ کچھ پریشان ، کچھ گھبرایا ہوا سا ۔ یہاں اس سلسلے میں اُس کا ہونا ضروری تو نہیں ـــــ ؟

انسپکٹر

(تیزی سے بات کاٹتے ہوئے) اُن کا ہونا ضروری ہے ۔ اگر وہ جلد ہی واپس نہیں آتے تو پھر مجھے جا کر تلاش کرنا پڑے گا ۔ (مسعود علی خاں اور سلطانہ حیران و پریشان ہو کر ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں) ۔

شیریں

(اُٹھتی ہے اور میز کے پیچھے ہو کر آتش دان کے پاس جاتی ہے) وہ ابھی آ جائے گا۔ ذرا باہر ٹہلنے گیا ہوگا ۔

انسپکٹر

ہاں شاید ۔

سلطانہ

شاید سے آپ کا کیا مطلب ہے ؟

انسپکٹر

ابھی بتائے دیتا ہوں ، پہلے آپ میرے سوالوں کا جواب دیجیے۔

مسعود علی خاں

انسپکٹر صاحب ! میں دریافت کر سکتا ہوں آخر میری بیگم آپ کے سوالوں کا جواب کیوں دیں ؟

انسپکٹر

جی ہاں ضرور ۔ آپ کو یاد ہوگا پرویز صاحب نے بتایا تھا کہ شاھدہ عزیز سے وہ پچھلے ستمبر سے نہیں ملے ۔ بیگم مسعود اُس سے دو ہفتے ہوئے ملی تھیں ۔

شیریں

(متعجب ہو کر) ممی !

مسعود علی خاں

ٹھیک کہتے ہیں یہ ؟

سلطانہ

(وقفے کے بعد) ہاں ، ٹھیک ہے ۔

[شیریں آرام کرسی پر بیٹھ جاتی ہے]

انسپکٹر

آپ کی انجمن سے اُس نے امداد مانگی تھی ؟

سلطانہ

ہاں ۔

انسپکٹر

شاھدہ عزیز تو نام نہیں بتایا تھا ؟

سلطانہ

نہیں ۔ عذرا بھی نہیں ۔

انسپکٹر

تو اور کیا نام بتایا اس نے ؟

سلطانہ

پہلے تو وہ خود کو بیگم مسعود کہتی رہی ۔

مسعود علی خاں

(ھکا بکا ھو کر) بیگم مسعود ؟

سلطانہ

ھاں ، معلوم ھوتا ھے جان بوجھ کر اس نے یہ حرکت کی۔ ایک بات تو یہی تھی جس کی وجہ سے میں اس کے خلاف ھو گئی ۔

مسعود علی خاں

(سائیڈ بورڈ کی طرف جاتے ھوئے) ھونا ھی چاھیے تھا۔ حد ھے بدتمیزی کی ۔

انسپکٹر

تو آپ شروع سے ھی اس کے خلاف تھیں ؟

سلطانہ

ہاں ۔

شیریں

ممی ! وہ بے چاری مر چکی ہے ، بڑی اذیت کی موت مر چکی ہے ، اس بات کا تو خیال رکھیے ۔

[انسپکٹر میز کی بائیں جانب کی کرسی کے پاس سے گزرتا ہے]

سلطانہ

مجھے افسوس ہے ، بہت افسوس ہے ۔ مگر یہ ضرور کہوں گی کہ قصور سارا اس کا ہی ہے ۔

انسپکٹر

کیا وہ لڑکی محض اس لیے انجمن کی امداد سے محروم نہیں رہی کہ آپ نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے اُس کی درخواست مسترد کرا دی ؟

سلطانہ

ممکن ہے ۔

انسپکٹر

صاف صاف بتائیے آپ کے ہی زور دینے پر ایسا ہوا یا نہیں ؟

[مسعود علی خاں آتش دان کے پاس چلا جاتا ہے]

سلطانہ

ہاں ہاں، میری ہی وجہ سے۔ مجھے اُس کے طور طریق ایک آنکھ نہیں بھائے۔ اُس کی یہ جرأت کہ ہمارے خاندانی نام کو اپنے نام کے ساتھ چسپاں کرے! پھر کہتی کیا ہے کہ بس یونہی یہی نام میری زبان پر آ گیا تھا۔ میں نے ذرا پوچھگچھ کی تو اُسے اُگلتے ہی بن پڑی کہ اُس کا ہمارے خاندان سے کوئی تعلق نہیں۔ اُس کی شادی بھی نہیں ہوئی اور شروع میں جو اُس نے من گھڑت قصہ سنایا تھا کہ اُس کا ایک شوہر تھا اور وہ اُسے چھوڑ کر چلا گیا، وہ سب جھوٹ تھا۔ یوں چٹکی بجانے میں سب کچھ معلوم کر لیا میں نے۔

انسپکٹر

وہ آپ کے پاس آئی کیوں تھی؟

سلطانہ

آپ کو اچھی طرح معلوم ہے وہ میرے پاس کیوں آئی تھی۔

انسپکٹر

جی نہیں، مجھے نہیں معلوم۔ میں یہ تو جانتا ہوں کہ اُسے امداد کی ضرورت کیوں تھی مگر جب وہ آپ کے پاس آئی اُس وقت میں وہاں نہیں تھا۔ اس لیے مجھے یہ نہیں معلوم کہ آپ کی انجمن سے اُس نے کس مقصد کے لیے امداد طلب کی۔

سلطانہ

میں کہتی ہوں اس بحث میں جانے کی ضرورت کیا ہے؟

انسپکٹر

یہ باتیں رہنے دیجیے ۔ آپ کو سب کچھ بتانا ہوگا ۔

سلطانہ

انسپکٹر صاحب ! اس بھول میں نہ رہیے کہ آپ مجھے آسانی سے ڈرا دھمکا سکتے ہیں ۔ میں اُن تینوں کی طرح نہیں ہوں ۔ میں نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا ۔ میں اپنے کیے پر نادم نہیں ۔ آپ جس قدر جی چاہے پوچھ گچھ کریں ، میں اپنی بات پر قائم رہوں گی ۔ وہ لڑکی کچھ امداد حاصل کرنے ہمارے پاس آئی تھی ۔ اس قسم کی ہر درخواست کو ہم خاصی چھان بین کے بعد منظور کرتے ہیں ۔ اُس لڑکی کا بیان مجھے مشکوک نظر آیا ۔ وہ مجھے امداد کے قابل معلوم نہیں ہوئی ، اسی لیے میں نے اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر اُس کی درخواست نامنظور کروا دی ۔ اب بعد کو چاہے اُس لڑکی کا کچھ بھی حشر ہوا ہو ، میں تو یہ جانتی ہوں میں نے اپنا فرض پورا کیا ۔ اس لیے میں اب اس معاملے کے متعلق کچھ اور گفتگو نہیں کرنا چاہتی اور یہ بھی اچھی طرح سمجھ لیجیے ، آپ مجھے مجبور نہیں کر سکتے

انسپکٹر

میں آپ کو مجبور کر سکتا ہوں ۔

سلطانہ

(انسپکٹر کی طرف تیزی سے گھوم کر) آپ نہیں کر سکتے

سلطانہ

دوسرے اُس لڑکے پر الزام عاید ہوتا ہے جو اُس کے ہونے والے بچے کا باپ ہوتا ۔ وہ کہتی تھی یہ لڑکا اُس کے طبقے کا نہیں کسی رئیس کا بگڑا ہوا فرزند ہے ۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ صاف بچ نکلے ۔ اُسے تو عبرت ناک سزا ملنی چاہیے ۔ اُس لڑکی کی موت کا ذمہ دار اگر کوئی ہے تو وہ شخص ۔

انسپکٹر

اور وہ جو یہ کہتی تھی کہ وہ شخص روپیہ چراتا رہا تھا ــــــــــ

سلطانہ

(کسی قدر مضطرب ہو کر) آخر کیوں یقین کیا جائے اس بات پر ؟

انسپکٹر

اگر تھوڑی دیر کے لیے ہم اُس کی یہ بات مان لیں تو ؟

سلطانہ

تو ساری ذمہ داری پھر اُس کی ہے ۔ وہ یہ حرکت نہ کرتا تو یہ لڑکی نہ ہمارے پاس آتی اور نہ ہم اُس کی مدد کرنے سے انکار کرتے ۔

انسپکٹر

ہوں ، تو اصل مجرم وہ ہے ۔

سلطانہ

قطعی ـــ اُسے سخت سزا ملنی چاہیے ۔

شیریں

(اُٹھ کر سلطانہ کی طرف جاتے ہوئے خطرے کے شدید احساس سے) ممی ! بس کیجیے ، چپ ہو جائیے ۔

مسعود علی خاں

خاموش رہو شیریں !

شیریں

مگر آپ سمجھے نہیں کیا ـــــ

سلطانہ

(سختی سے) آج تم بالکل ہی پاگل ہوئی جا رہی ہو ـــــ
(شیریں میز کی دائیں جانب سے پیچھے کی طرف جاتی ہے ۔ سلطانہ انسپکٹر کی طرف رخ کرتی ہے) آپ کا فرض تو یہ تھا کہ آپ اُس شخص کو تلاش کرنے کی کوشش کرتے ۔ اُسے بر سرعام اقبال جرم کرنے پر مجبور کرتے، نہ کہ محض یہ کہ ہم سے غیر ضروری سوال کرنے میں وقت ضائع کریں ۔

انسپکٹر

بیگم مسعود ! آپ فکر نہ کیجیے ۔ میں اپنا فرض ضرور ادا کروں گا (وہ اپنی گھڑی دیکھتا ہے) ۔

سلطانہ

(فتح مندانہ انداز میں) ہاں کوئی بات ہوئی نا ۔

انسپکٹر

سارے قصے کو دبا نہ دیا جائے ؟ جی ؟ عبرت ناک سزا دی جائے اس لڑکے کو ؟ ہوں ۔ بر سر عام اقبال جرم کرایا جائے ؟ ہوں ۔

سلطانہ

بالکل آپ کا فرض یہی تھا (وہ اٹھتی ہے) اچھا ، تو پھر آپ اب رخصت چاہتے ہوں گے ؟ خدا حافظ ۔

انسپکٹر

ابھی نہیں ۔ میں انتظار کر رہا ہوں (وہ میز کی بائیں جانب کرسی پر بیٹھ جاتا ہے) ۔

سلطانہ

کس کا ؟

انسپکٹر

اپنا فرض بجا لانے کا ۔

شیریں

(سلطانہ کی دائیں جانب آتے ہوئے پریشانی کے عالم میں) ممی ! آپ اب بھی نہیں سمجھیں ؟

[وہ مسعود علی خاں کی جانب متوجہ ہوتی ہے اور
اس کے شانے پر سر رکھ کر رونے لگتی ہے۔
مسعود علی خاں اور سلطانہ خوف زدہ نظروں سے ایک
دوسرے کو دیکھتے ہیں]

مسعود علی خاں

(دہشت زدہ ہو کر) انسپکٹر صاحب! کہیں آپ کا یہ خیال تو نہیں کہ ___ اس معاملے سے ___ میرے لڑکے کا کچھ تعلق ہے؟

انسپکٹر

(سختی سے) اگر کوئی تعلق ہے تو ہمیں معلوم ہی ہے کیا کرنا چاہیے۔ بیگم مسعود نے ابھی بتایا تو تھا۔

مسعود علی خاں

(سلطانہ کی جانب مڑتے ہوئے بھونچکا ہو کر) My God! دیکھو سلطانہ ______

سلطانہ

(مضطرب ہو کر) نہیں نہیں۔ یہ غلط ہے۔ میں نہیں مان سکتی۔

[وہ میز کے آگے والی کرسی پر بیٹھ جاتی ہے]

شیریں

(سلطانہ کے آگے جا کے گھٹنوں کے بل جھک کر) ممی! میں کہتی رہی، میں منت کرتی رہی چپ ہو جائیے کچھ اور ___

[انسپکٹر ہاتھ بلند کرتا ہے۔ باہر کا دروازہ کھلنے

کی آواز آتی ہے ۔ انسپکٹر اٹھتا ہے اور دروازے کی طرف رخ کرنے کے لیے گھومتا ہے ۔ سب لوگ دروازے کی سمت دیکھتے رہتے ہیں ۔ اختر داخل ہوتا ہے ۔ وہ پیلا پڑ گیا ہے اور انتہائی پریشان ہے ۔ وہ ان کی سوالیہ نظریں دیکھتا ہے ۔ بیگم مسعود ہلکی سی چیخ مارتی ہیں کہ ـــــــــ

[تیزی سے پردہ گرتا ہے]

تیسرا ایکٹ

[پردہ اٹھتا ہے تو اختر کمرے میں داخل ہوتا نظر
آتا ہے ۔ سب اسے غور سے دیکھتے ہیں]

اختر

معلوم ہو گیا آپ کو ؟

انسپکٹر

ہاں معلوم ہو گیا (وہ سائیڈ بورڈ کی طرف چلا جاتا ہے ۔ اختر دروازہ بند کر دیتا ہے اور چند قدم آگے بڑھ کر آتا ہے) ۔

سلطانہ

(پریشانی کے عالم میں) اختر ! مجھے تو یقین نہیں آتا ۔ محض مغالطہ ہوا ہے ان لوگوں کو ۔ ابھی ہم سب تمہارے ہی بارے میں باتیں کر رہے تھے ۔ مگر ہاں ، تمہیں کیا معلوم ؟

شیریں

(اٹھتی ہے اور آرام کرسی کی جانب بڑھتی ہے) اچھا ہی ہے کہ نہیں معلوم ۔

اختر

کیوں ؟

شیریں

اس لیے کہ ممی اُس شخص کے سر ھی سارا الزام تھوپ رھی تھیں جس نے اُس لڑکی کو مصیبت میں گرفتار کیا ۔ کہہ رھی تھیں اُسے چھوڑنا نہیں چاھیے ، عبرت ناک سزا دینی چاھیے ۔

مسعود علی خاں

بس بس ، شیریں !

اختر

ممی ! آپ نے تو مجھے کہیں کا نہ رکھا ۔

سلطانہ

مگر اختر ! مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ سب کچھ تمھاری وجہ سے ھوا ۔ مجھے تو کبھی گمان بھی نہ ھو سکتا تھا ۔ میں اچھی طرح جانتی ھوں اس قسم کے آدمی تم ھو ھی نہیں ۔ تم شراب کب پیتے ھو ؟

شیریں

پیتا کیوں نہیں ؟ میں آپ کو پہلے ھی بتا چکی ھوں کہ اختر شراب پیتا ھے ۔

[وہ آرام کرسی پر بیٹھ جاتی ھے]

اختر

تم نے بتائی تھی یہ بات ؟ چغل خور !

شیریں

دیکھو اختر ! یہ ٹھیک نہیں۔ میں چاہتی تو مہینوں پہلے یہ بات اُن سے کہہ دیتی - مگر ظاہر ہے میں نے نہیں کہی - آج تو مجھے یوں کہنا پڑی کہ میں نہ بھی کہتی تب بھی سب کو معلوم ہو جاتا - آج تو معلوم ہونا ہی تھا سب کچھ - محض اس لیے میں نے ممی کو بتا دیا کہ انہیں پہلے ہی سے معلوم ہو جائے تو اچھا ہے - یہ تو ہونا ہی تھا - ابھی ابھی میں بھی تو اسی آفت سے گزر چکی ہوں -

سلطانہ

شیریں ! میری سمجھ میں نہیں آتا تم چاہتی کیا ہو !

[وہ میز کی دائیں جانب سے چل کر دائیں جانب کی کرسی پر بیٹھ جاتی ہے]

مسعود علی خاں

میں بھی نہیں سمجھ سکا - تمھیں خاندان کی عزت کا اگر کچھ ———

انسپکٹر

(میز کی دائیں جانب سے آگے ہوتے ہوئے نرمی سے بات کاٹتا ہے) ایک منٹ ٹھہریے خاں صاحب ! جب میں چلا جاؤں

چونکہ میں نے کوئی غلط بات نہیں کی ہے ۔ آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں ۔

انسپکٹر

(زور دے کر) میں تو یہ جانتا ہوں کہ آپ کی یہ حرکت انتہائی قبیح حرکت تھی، آپ زندگی بھر اس پر افسوس کرتی رہیں گی۔ آج اگر آپ ہسپتال میں میرے ساتھ ہی ہوتیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتیں ــــــــ

شیریں

بس بس ، خدا کے لیے پھر سے سب کچھ نہ کہیے ۔ سارا منظر میری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے ۔

انسپکٹر

(جان بوجھ کر زور دیتے ہوئے) اگر یہ منظر پھر کبھی آپ کی آنکھوں کے سامنے آئے تو یہ بھی تصور کر لیجیے گا کہ یہ لڑکی ماں بننے والی تھی ۔

شیریں

(وحشت زدہ ہو کر) کیا؟ نہیں نہیں ۔ اوہ ! کیسی وحشت ناک بات ہے ۔ مگر حیرت کی بات ہے ! وہ مرنا کیوں چاہتی تھی پھر ؟

انسپکٹر

اس لیے کہ اب پانی سر سے گزر چکا تھا ۔ آخر میں یہی انجام ہونا تھا ۔

شیریں

ممی ! آپ نے معلوم تو کیا ہوتا ۔

انسپکٹر

آپ کی ممی کی انجمن سے وہ اسی لیے امداد چاہتی تھی کہ وہ ماں بننے والی تھی ۔

مسعود علی خاں

انسپکٹر صاحب ! پرویز یعقوب سے تو اس بات کا______

انسپکٹر

(تیزی سے بات کاٹتے ہوئے) نہیں نہیں ، اُن سے اُس کا کوئی تعلق نہیں ۔

شیریں

شکر ادا کیجیے ۔ ویسے اب مجھ سے کیا ؟ میں کیوں پروا کروں ؟

انسپکٹر

(سلطانہ سے) کچھ نہیں بتائیں گی آپ مجھے ؟

سلطانہ

بتانے کو اور رہ کیا گیا ہے ؟ جو میں نے اُس سے کہا تھا وہی آپ سے بھی کہتی ہوں ۔ جائیے بچے کے باپ کو تلاش کیجیے ، ذمہ داری اُس کی ہے ۔

انسپکٹر

یہ کہہ دینے سے آپ کی ذمہ داری کم نہیں ہوتی ۔ وہ ایسے وقت میں آپ سے مدد مانگنے آئی تھی جب کہ ہر عورت کو کسی سہارے کی ضرورت ہوتی ہے اور آپ نے محض یہی نہیں کیا کہ خود کوئی امداد نہ کی بلکہ دوسروں پر بھی زور ڈالا کہ وہ بھی اس کی مدد نہ کریں ۔ اس کا کوئی اپنا نہ تھا ، اس کی جیب میں پیسہ نہ تھا ۔ ان حالات میں وہ جو کچھ بھی کر گزرتی کم تھا ۔ اسے محض روپے کی ھی ضرورت نہ تھی ، اسے تو ایسے انسانوں کی ضرورت تھی جو اس کی دیکھ بھال کرتے ، اس سے ھمدردی سے پیش آتے ۔ آپ کے اپنے بچے ہوئے ھیں ، آپ تو اچھی طرح جانتی ھیں اس کی حالت کیا ہوگی ۔ مگر آپ نے اسے دھتکار بتائی ۔

شیریں

ممی ! آپ نے بہت ظلم کیا ، بڑی بری بات کی ۔

مسعود علی خاں

ھاں سلطانہ ، بعد کو تحقیقات ہوئی اور یہ سب باتیں معلوم ہوئیں تو ہم خاصے بدنام ہو جائیں گے ۔ اخبار والے خوب اچھالیں گے اس ــــــ

سلطانہ

(اضطراب کے عالم میں) بس آپ دونوں خاموش رہیے ۔ مجھ پر الزام رکھنے سے پہلے یہ نہ بھولیے کہ میں نے اسے ملازمت

سے بر طرف نہیں کیا تھا ۔ نوکری سے وہ الگ نہ ہوتی تو شاید کچھ بھی نہ ہوتا ۔ (وہ انسپکٹر کی طرف متوجہ ہوتی ہے ۔ میز کے سامنے والی کرسی کے پاس آتی ہے اور بیٹھ جاتی ہے ۔ مسعود علی خاں میز کے دائیں طرف والی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے) ان حالات میں میرا خیال ہے میں نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا ۔ وہ لڑکی پہلے تو ہمیں نہ معلوم کیا کیا جھوٹ اور غلط باتیں بتاتی رہی ، پھرجب ہم نے اصل بات کا کھوج نکالا تو مجھے پتا چلا ، وہ اچھی طرح جانتی تھی بچے کا باپ کون ہے ، بالکل یقینی طور پر ۔ تو بس میں نے اُس سے کہہ دیا ، یہ تمہارا اپنا معاملہ ہے، جاؤ اُسے اپنی ذمے داری کا احساس دلاؤ ۔ اگر وہ شادی کرنے سے انکار کرتا ہے تو میرے خیال میں تو اُسے زبردستی شادی کرنے پر مجبور کیا جائے ورنہ کم از کم وہ گزارے کے لیے روپے تو دے ۔

انسپکٹر

اُس نے کیا جواب دیا اس بات کا ؟

سلطانہ

(اُٹھ کر بائیں جانب آگے کی طرف آتے ہوئے) کچھ آئیں بائیں شائیں جواب دیتی رہی ۔

انسپکٹر

کہا کیا اُس نے ؟

سلطانہ

(ڈیسک کی جانب آتے ہوئے) کہتی کیا ؟ جو کچھ بھی اُس

نے کہا اُس کے بعد مجھ سے صبر نہ ہوسکا۔ خواہ مخواہ کی باتیں بنا رہی تھی۔ اپنے پاکیزہ جذبات اور خیالات کا واسطہ دیتی تھی جیسے کہ مجھے معلوم ھی نہیں کہ جو لڑکیاں اس حالت کو پہنچ جاتی ھیں اُن کے جذبات اور احساسات کیا ھوتے ھیں۔

انسپکٹر

(سختی سے) اب تو وہ اس حالت کو پہنچ چکی ھے کہ اُس کی آنتیں پھٹ چکی ھیں اور وہ مردوں کے تختے پر لیٹی ھوئی ھے (مسعود علی خاں اُٹھتا ھے اور احتجاجاً جواب دینا چاھتا ھے۔ انسپکٹر اُس کی طرف متوجہ ھوتا ھے) بس مجھے یوں گھور کر نہ دیکھیے جیسے مجھے کھا جائیں گے۔ میں تنگ آ چکا ھوں آپ لوگوں سے۔ کیا جواب دیا تھا اُس نے؟

سلطانہ

(مرعوب ھو کر) اُس نے مجھے بتایا کہ اس بچے کا باپ لڑکا سا ھی ھے، نادان سرکش سا لڑکا، جو بہت بنتا ھے۔ اُس سے شادی کرنے کا سوال ھی پیدا نہیں ھوتا۔ دونوں کے لیے یہ تباہ کن بات ھوتی۔ روپیہ وہ اُسے ضرور دیتا رھا تھا مگر وہ اُس سے اور روپیہ لینے کو تیار نہ تھی۔

انسپکٹر

وہ اور روپیہ کیوں نہیں لینا چاھتی تھی؟

سلطانہ

(آتشدان کی طرف جاتے ھوئے) مہمل سی باتیں تھیں اُس کی۔

میں تو اُس کا ایک حرف بھی سچ سمجھنے کو تیار نہیں تھی۔

انسپکٹر

میں نے یہ دریافت نہیں کیا کہ آپ اُس کی باتوں کو سچ سمجھتی تھیں کہ نہیں، میں یہ معلوم کرنا چاھتا ھوں کہ اس نے کہا کیا؟ وہ اس لڑکے سے روپیہ کیوں نہیں لینا چاھتی تھی؟

سلطانہ

یوں ھی کوئی بے تکی سی وجہ تھی، ورنہ کہیں اس قسم کی لڑکیاں بھی کبھی روپیہ لینے سے انکار کرتی ھیں۔

انسپکٹر

(میز کے آگے بیگم مسعود کی طرف آتے ھوئے سختی سے) دیکھیے میں بتائے دیتا ھوں، آپ اپنے لیے مشکلات پیدا کر رھی ھیں۔ اور روپیہ نہ لینے کی اُس نے وجہ کیا بتائی تھی؟

سلطانہ

وہ یہ کہتی تھی کہ ایک رات شراب کے نشے میں اُس نے کوئی ایسی بات کہی تھی جس سے اُس لڑکی کو اندازہ ھو گیا تھا کہ وہ روپیہ اُس کا نہیں تھا۔

انسپکٹر

تو پھر کہاں سے لیا تھا اُس نے وہ روپیہ؟

سلطانہ

چرایا تھا ۔

انسپکٹر

ہوں ، تو چونکہ وہ چوری کا روپیہ نہیں لینا چاہتی تھی اسی لیے آپ کے پاس آئی تھی ؟

سلطانہ

پہلے تو اس نے اپنی ایک اور رام کہانی سنائی تھی مگر جب میں نے صاف صاف کہہ دیا کہ مجھے تمھاری باتوں پر یقین نہیں تو پھر اس نے یہ بات بنائی - پہلے تو اس نے کہا تھا کہ وہ شادی شدہ عورت ہے اور شوہر اسے چھوڑ کر بھاگ گیا ہے - بہر حال مجھے تو دونوں ہی قصے من گھڑت معلوم ہوتے تھے ، اس لیے اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ میں نے کیا اس پر میں نادم ہوں گی تو یہ خیال اپنے ذہن سے نکال ڈالیے ۔

[وہ میز کی آگے والی کرسی پر بیٹھ جاتی ہے]

انسپکٹر

(بیگم مسعود کی طرف رخ کر کے) ذرا سی دیر کے لیے فرض کر لیجیے کہ اس لڑکی نے جو کچھ آپ کو بتایا درست تھا ۔ وہ لڑکا اسے چوری کا روپیہ دیتا رہا تھا اور وہ خود اس لیے آپ کی امداد چاہتی تھی کہ یہ لڑکا کسی مصیبت میں نہ پھنس جائے۔ جی ، درست ہے ؟

سلطانہ

ممکن ہے ۔ مگر مجھے تو مہمل ہی معلوم ہوئی یہ بات اور اسی لیے اگر میں نے کمیٹی کے ممبروں سے کہہ دیا کہ اس کی کوئی امداد نہ کریں تو کیا غلط کہا ؟

انسپکٹر

آپ کو کچھ افسوس بھی نہیں اس بات پر ، جب کہ آپ کو معلوم ہے کہ اُس بےچاری کا کیا انجام ہوا ۔

سلطانہ

مجھے افسوس ہے اُس نے ایسی اذیت میں جان دی ، مگر اُس کی موت کا الزام قبول کرنے کے لیے میں کسی صورت سے تیار نہیں ہوں ۔

انسپکٹر

تو پھر ملزم کون ہے ؟

سلطانہ

اول تو وہ لڑکی خود ملزم ہے ۔

شیریں

(تلخی سے) اس لیے کہ اُس نے ڈیڈی کو اور مجھے یہ اختیار کیوں دیا کہ ہم اُسے ملازمت سے علیحدہ کرا دیں ۔

تو خاندان کی عزت کا معاملہ طے کر لیجیے گا ۔ ان باتوں کے لیے بہت وقت پڑا ہے ۔ اس وقت میں آپ کے صاحب زادے کا بیان سننا چاہتا ہوں (باقی تینوں سے سختی سے) ممنون ہوں گا اگر آپ درمیان میں دخل نہ دیں (اختر سے) ہاں کہیے ۔

اختر

(پریشان حالت میں) اجازت ہو تو میں ذرا سی پی لوں ؟

مسعود علی خاں

(غصے سے) نہیں ۔

انسپکٹر

(اٹل انداز میں) ہاں (ایسا لگتا ہے کہ مسعود علی خاں اس کی بات کاٹنے والا ہے) ہاں ۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ آپ کے بیٹے ہیں اور یہ گھر آپ کا ہے ، مگر ذرا ایک نظر انہیں دیکھیے ۔ اس وقت انہیں چند گھونٹ شراب کی بے حد ضرورت ہے ۔ اسی کے سہارے یہ چند باتیں بتا سکتے ہیں ۔

مسعود علی خاں

اچھا ۔ جاؤ پی لو (اختر جیب سے وھسکی کی آدھی بوتل نکال کر پیتا ہے ۔ شراب پینے کے انداز سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلا نوش انسان ہے ۔ سب اسے کن انکھیوں سے دیکھتے ہیں ۔ مسعود علی خاں ترش روئی سے کہتا ہے) بہت سی باتوں کا آج صحیح معنوں میں پتا چلا ہے ۔

[اختر میز کے قریب آتا ہے اور کرسی کے بائیں جانب تک آ جاتا ہے ——]

انسپکٹر

بس اب ڈانٹ پھٹکار شروع نہ کیجیے ۔ میں اپنا کام جاری رکھنا چاہتا ہوں (اختر سے) پہلے پہل اُس لڑکی سے آپ کی ملاقات کب ہوئی تھی ؟

اختر

پچھلے نومبر کی کوئی رات تھی ۔

انسپکٹر

کہاں ملے تھے آپ اُس سے ؟

اختر

پیلس سنیما کے ریسٹوران میں ۔ میں دو تین آدمیوں کو ساتھ لیے ایک آدھ گھنٹے سے وہاں بیٹھا تھا اور خاصی پی چکا تھا۔

انسپکٹر

پھر کیا ہوا ؟

اختر

میں نے اُس سے باتیں شروع کر دیں ۔ اُسے کچھ شراب بھی پلائی ۔ جب ہم وہاں سے نکلے تو میں نشے میں دھت تھا ۔

انسپکٹر

اُسے بھی نشہ ہو چکا تھا ؟

اختر

بعد کو اُس نے بتایا کہ تھوڑی بہت وہ بھی نشے میں تھی۔ وہ بھی اس لیے کہ دن بھر اُسے کھانے کو کچھ نہیں ملا تھا۔

انسپکٹر

وہاں وہ— کسی— گاھک کو پھانسنے گئی تھی ؟

اختر

نہیں۔ قطعی نہیں۔ وہ ایسی لڑکی نہیں تھی۔ لیکن شاید اُس کی سمجھ میں ھی نہیں آتا تھا کہ کرے کیا۔ شاید کسی عورت نے اُسے مجبور کیا تھا وھاں آنے پر۔ بھر حال مجھے ٹھیک سے پتا نہ چل سکا۔

انسپکٹر

پھر اُسی رات کو—اُس کے ساتھ— آپ اُس کے گھر گئے ؟

اختر

ھاں ، کچھ ایسا لگتا ھے میں نے ھی زور دیا اس بات پر۔ میرے ھوش و حواس ٹھکانے نہیں تھے۔ مجھے ٹھیک پتا نہیں۔ مگر بعد کو اُس نے مجھے بتایا کہ وہ خود تو مجھے اندر گھر میں نہیں لے جانا چاھتی تھی۔ مگر دیکھیے نا اُس وقت جو میری حالت تھی اُس حالت میں تو ھر انسان جانور بن جاتا ھے۔ میں نے اُسے خوب ڈرایا دھمکایا۔

انسپکٹر

تو پھر وہ آپ کو گھر کے اندر لے گئی ؟

اختر

ہاں اُسی رات کی یہ بات ہے ۔ مجھے تو کچھ یاد بھی نہیں رہا ۔ لعنت ہو مجھ پر ، کیسی ذلیل حرکت تھی !

سلطانہ

(اُٹھتے ہوئے چیخ مار کر) اختر ! یہ تم نے کیا کیا ؟

مسعود علی خاں

شیریں ! اپنی ممی کو ڈرائنگ روم میں لے جاؤ ۔

شیریں

(احتجاج کرتے ہوئے) مگر میں تو ــــــــــ

مسعود علی خاں

(تندی سے) سنا نہیں تم نے میں نے کیا کہا ؟ (ذرا نرمی سے) جاؤ سلطانہ ۔

[وہ سلطانہ کو دروازے تک لے جاتا ہے ۔ شیریں اُٹھتی ہے اور ان کے پیچھے پیچھے چل کر سلطانہ کو اندر لے جاتی ہے ۔ مسعود علی خاں دروازہ بند کر دیتا ہے]

انسپکٹر

دوبارہ آپ اُس سے کب ملے ؟

اختر

(اُٹھتا ہے اور میز کے پیچھے سے چل کر دائیں جانب آ جاتا ہے) کوئی پندرہ دن بعد ۔

انسپکٹر

ملاقات کا دن پہلے ہی طے کر لیا تھا ؟

اختر

نہیں ، مجھے نہ اُس کا نام یاد تھا نہ گھر کا پتا ۔ بس کچھ مبہم سا خیال تھا ۔ مگر ایک دفعہ پھر وہ پیلس کے ریسٹوران میں نظر آئی ۔

انسپکٹر

پھر شراب پی گئی ؟

اختر

ہاں ، مگر اُتنی نہیں ۔ زیادہ نشہ نہیں ہوا مجھے ۔

انسپکٹر

پھر بھی آپ اُسے لے ہی گئے گھر ؟

اختر

(آتشدان کے پاس آتے ہوئے) ہاں ، اس دفعہ ہم نے کچھ باتیں بھی کیں ۔ اُس نے کچھ اپنی باتیں بتائیں ، میں نے کچھ اپنی کہی ، اپنا نام بتایا ۔ یہ بھی بتایا کہ میں کرتا کیا ہوں ۔

انسپکٹر

اور پھر رات اُس کے ساتھ ہی گزاری ؟

اختر

ہاں ۔ مجھے اُس سے محبت تو نہیں تھی مگر وہ مجھے اچھی ضرور لگتی تھی ۔ بڑی خوب صورت بانکی لڑکی تھی ۔

مسعود علی خاں

(بائیں جانب سے درمیان میں آتے ہوئے سختی سے) اور تمہیں اُس کے ساتھ ضرور رات بسر کرنا تھی ؟

اختر

دیکھیے ، میں اتنا بڑا ہو گیا ہوں اب تک میری شادی ہو جانی چاہیے تھی ۔ شادی نہیں ہوئی ۔ تو یہ تو میں کرنے سے رہا کہ آپ کے چند معزز دوستوں کی طرح موٹی بھدی بازاری سی عورتوں کے ساتھ گھومتا رہوں ——

مسعود علی خاں

چپ رہو ۔ اس قسم کی یہ باتیں میں نہیں سننا چاہتا ۔

انسپکٹر

(میز کے سامنے سے درمیان میں آتے ہوئے) اور میں آپ دونوں کی یہ باتیں سننے کو تیار نہیں ہوں ۔ یہ سب کچھ بعد کو طے کیجیے گا (مسعود علی خاں میز کی بائیں جانب

والی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے ، انسپکٹر اختر سے مخاطب ہوتا ہے) بعد کو پھر آپ نے ملنے کا پروگرام بنایا ؟

اختر

ہاں ۔ اگلی مرتبہ یا شاید اُس کے بعد والی ملاقات پر اُس نے بتایا کہ وہ ماں بننے والی ہے ۔

انسپکٹر

اور ظاہر ہے وہ بہت پریشان ہوگی اس بات سے ؟

اختر

ہاں ، وہ اور میں دونوں ہی پریشان تھے ۔ میری تو بہت ہی بری حالت تھی ۔

انسپکٹر

شادی کر لینے کو آپ سے کہا اُس نے ؟

اختر

نہیں ۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ میں اُس سے شادی کروں (وہ آرام کرسی کے پاس آ جاتا ہے) کہتی تھی تم مجھ سے محبت نہیں کرتے ۔ یوں سمجھیے کہ وہ مجھے بچہ ہی سمجھتی تھی حالانکہ میں اُس کی عمر کا تھا ۔

انسپکٹر

تو پھر کیا کرنے کا ارادہ تھا آپ کا ؟

اختر

بات یہ ہے کہ ملازم تو وہ تھی نہیں اور نہ ملازمت کرنے کو اُس کا جی چاہتا تھا۔ روپیہ بھی اُس کے پاس نہیں تھا۔ بڑے اصرار سے میں نے اتنے روپے دیے تھے کہ کھانے پینے کا کام چل سکے۔ مگر بعد کو اور روپے لینے سے اُس نے انکار کر دیا۔

انسپکٹر

کل کتنے روپے دیے تھے آپ نے ؟

اختر

کوئی اڑھائی سو روپے کے قریب۔

مسعود علی خاں

(اُٹھ کر میز کے سامنے سے اختر کی طرف جاتے ہوئے) اڑھائی سو روپیہ ! اور شراب کباب علیحدہ ! کہاں سے لیے یہ اڑھائی سو روپے ؟

[اختر جواب نہیں دیتا]

انسپکٹر

میں بھی یہی پوچھنا چاہتا ہوں ؟

اختر

میں نے ـــــ دفتر سے لیے تھے۔

مسعود علی خاں

میرے دفتر سے ؟

اختر

(آرام کرسی پر بیٹھ کر) ھاں ۔

انسپکٹر

آپ کا مطلب ھے ، آپ نے یہ روپے چوری کیے ؟

اختر

نہیں ۔ چوری تو نہیں ۔

مسعود علی خاں

(غصے میں) کیا کہا ؟ 'چوری تو نہیں' ؟

[سلطانہ اور شیریں داخل ھوتی ھیں ۔ اختر جواب نہیں دیتا]

سلطانہ

معاف کرنا مسعود ! مجھ سے اندر نہیں بیٹھا گیا ، مجھے معلوم ھی نہ ھوتا یہاں کیا ھو رھا ھے ۔

مسعود علی خاں

(درشتی سے) لو مجھ سے سن لو ، یہاں کیا ھو رھا ھے ۔ آپ کے صاحب زادے یہ مان چکے ھیں کہ اُس لڑکی کا جو حال تھا وہ ان کی وجہ سے تھا ۔ اور اب یہ بتا رھے ھیں کہ دفتر سے چرا کر اُسے روپے دیا کرتے تھے ۔

سلطانہ

(حیرانی سے) اختر ! روپے چرائے تم نے ؟

[میز کے سامنے آ جاتی ہے]

اختر

نہیں تو ، واقعی میرا تو واپس کرنے کا ارادہ تھا ۔

مسعود علی خاں

بس رہنے دو ۔ پہلے بھی کئی مرتبہ تم یہ کہہ چکے ہو ۔ واپس کہاں سے کرتے ؟

اختر

کچھ بندوبست کر ہی لیتا ۔ کہیں نہ کہیں سے روپے ملتے تو ــــــ

مسعود علی خاں

سمجھ میں نہیں آتا اتنی رقم تم نے دفتر سے لے لی اور کسی کو پتا بھی نہ چلا ۔

اختر

کچھ حساب باقی تھا لوگوں کی طرف ، میں نے نقد رقم اُن سے لے لی ۔

مسعود علی خاں

اور فرم کی طرف سے رسید کاٹ کے روپے جیب میں رکھے !

اختر

ھاں ۔

مسعود علی خاں

کن لوگوں سے تم نے یہ روپے وصول کیے ؟ پورا حساب مجھے دینا۔ کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑے ھی گا اس معاملے کو درست کرنے کے لیے ۔ احمق کہیں کے ، اسی وقت میرے پاس کیوں نہیں آئے جب تم اس مصیبت میں گرفتار تھے ؟

[سلطانہ میز کے آگے والی کرسی پر بیٹھ جاتی ھے]

اختر

اس لیے کہ جس کا آپ جیسا باپ ھو وہ مصیبت کے وقت آپ کے پاس نہیں آئے گا۔

مسعود علی خاں

(غصے سے) ایسے مجھ سے بات نہ کرو ، سمجھے؟ مجھے معلوم ھے تم اس قدر بگڑ چکے ھو کہ اب سدھرنا مشکل ھے ۔

انسپکٹر

(میز کی داھنی جانب جاتے ھوئے سلطانہ کے پاس سے گزرتا ھے اور بات کاٹتے ھوئے کہتا ھے) اور مجھے بس اتنا معلوم ھے کہ میرے پاس وقت زیادہ نہیں ھے ۔ میرے جانے کے بعد آپ دونوں آپس میں طے کر لیجیے گا کہ کون کتنا قصور وار ھے (مسعود علی خاں آتش دان کے پاس چلا جاتا ھے ۔

اختر سے) بس ایک آخری سوال اور ہے ۔ کیا اُس لڑکی کو پتا چل گیا تھا کہ آپ اُسے جو روپے دے رہے ہیں ، چوری کے ہیں ؟

اختر

ہاں ، خرابی تو یہی ہوئی ۔ اسی لیے نہ وہ مجھ سے ملنا چاہتی تھی ، نہ میرے روپے لینا چاہتی تھی (یکایک چونک کر) مگر یہ آپ کو کیسے معلوم ؟ اس نے بتایا تھا آپ کو ؟

انسپکٹر

(سلطانہ کی دائیں جانب آتے ہوئے) نہیں مجھے اُس نے کچھ نہیں بتایا ۔ میری اُس سے کوئی گفتگو نہیں ہوئی ۔

شیریں

اُس نے ممی کو بتایا تھا ۔

سلطانہ

شیریں ! !

شیریں

ہاں ہاں ، آخر کب تک اُسے معلوم نہ ہوتا ۔

اختر

(اُٹھ کر ایک قدم بائیں جانب چلتا ہے ۔ سلطانہ سے مخاطب ہو کر) آپ کو بتایا تھا اُس نے ؟ وہ یہاں آئی تھی ؟ لیکن وہ یہاں کیسے آتی؟ اُسے معلوم ہی نہیں تھا میں یہاں رہتا ہوں ۔ یہ ہوا کیسے ؟ (سلطانہ مغموم اور پریشان ہو کر سر ہلاتی

ہے مگر جواب نہیں دیتی ۔ اختر سلطانہ کی جانب آتا ہے) اب ایسے دیکھتی نہ رہیے، بتائیے نا ، بتائیے نا مجھے ، آخر ہوا کیا تھا ؟

انسپکٹر

(پر سکون لہجے میں تحکم سے) میں آپ کو بتاتا ہوں ۔ آپ سے علیحدہ ہونے کے بعد وہ آپ کی والدہ کی انجمن کے دفتر میں گئی تاکہ وہاں سے کچھ امداد حاصل کر سکے لیکن آپ کی والدہ نے انکار کر دیا مدد دینے سے ۔

اختر

تو پھر آپ نے قتل کیا اُسے ۔ وہ آپ کے پاس اس لیے آئی تھی کہ اُس کی وجہ سے کہیں مجھ پر کوئی آنچ نہ آئے اور آپ نے اُس کی کوئی مدد نہ کی ۔ ہاں آپ نے اُسے مار ڈالا اور اُس ہونے والے بچے کو بھی ، جو میرا بچہ تھا ، آپ کا پوتا تھا ، آپ نے دونوں کو مار ڈالا ۔

سلطانہ

(اُٹھتے ہوئے بڑی پریشانی کے عالم میں) یوں نہ کہو اختر! بیٹے مجھے کیا معلوم تھا ؟ میں کیا جانتی تھی ؟

اختر

(سلطانہ کی طرف جاتے ہوئے دھمکی دینے کے انداز میں) ہاں ، آپ کیوں جاننے لگیں ؟ آپ نے کبھی کوشش ہی نہیں کی جاننے کی ۔ آپ نے ـــــ

شیریں

(خوف زدہ ہو کر) اختر ! بس بس ، رہنے دو (مسعود علی خاں آگے آتا ہے ، اختر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہے اور اُسے دائیں جانب دھکا دیتا ہے) ۔

مسعود علی خاں

(غیض سے) گدھے کہیں کے ، دماغ خراب ہو گیا ہے ؟ پیچھے ہٹو ، ورنہ میں ــــ

انسپکٹر

خاموش ۔ (سب چپ ہو جاتے ہیں اور غور سے اُس کی طرف دیکھتے ہیں) میری بات غور سے سنیے ۔ اب مجھے یا آپ کو کچھ اور معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اُس لڑکی نے اپنے ہاتھوں اپنی جان لی اور اُس کی موت بڑی ہولناک موت تھی ۔ لیکن آپ میں سے ہر ایک اُس کے قتل میں برابر کا شریک ہے ۔ اچھی طرح یاد رکھیے ، بھولیے گا نہیں (وہ غور سے ایک ایک کو دیکھتا ہے) کیسے بھول سکتے ہیں آپ ؟ کبھی نہیں ۔ بیگم مسعود ! آپ نے اُس کے ساتھ کیا کیا ، یاد رہے گا نا ؟ آپ نے اُسے ایسے وقت دھتکار بتائی جب اُس کا کوئی آسرا نہ تھا ۔ اُسے آپ کی امداد کی شدید ضرورت تھی ۔ آپ نے تو خیرات کے وہ چند سکے دینے سے بھی اُسے انکار کر دیا جو اسی مقصد کے لیے لوگوں نے آپ کو دیے تھے ۔ (بیگم مسعود پیچھے ہٹ جاتی ہے اور میز کی بائیں جانب کرسی پر بیٹھ جاتی ہے) (اختر سے) یاد رکھیے گا ، آپ نے اُس کے ساتھ کیا سلوک کیا ۔

اختر

(آرام کرسی پر بیٹھ کر) My God ! ۔ میں کبھی نہیں بھول سکتا ۔

انسپکٹر

آپ نے اُسے بس اس قابل سمجھا کہ وہ بد مستیوں سے لتھڑی ہوئی آپ کی ایک شام کو رنگین بنا دے ۔ آپ نے اُسے محض ایک حیوان سمجھا ، انسان نہیں ۔ آپ کبھی نہیں بھول سکتے ، کبھی نہیں ۔ (وہ شیریں کی طرف دیکھتا ہے) ۔

شیریں

(انسپکٹر کی طرف آتے ہوئے تلخی سے) مجھے معلوم ہے ، میں نے ہی اُسے نوکری سے برخواست کرایا ۔ پہلی مجرم میں ہوں ۔

انسپکٹر

آپ کا جرم ہے ضرور مگر اس قدر نہیں جتنا اُس شخص کا جس نے پہل کی (شیریں میز کے آگے والی کرسی پر بیٹھ جاتی ہے ۔ انسپکٹر مسعود علی خاں سے مخاطب ہوتا ہے) اصل مجرم آپ ہیں ۔ آپ نے ہی ابتدا کی ، آپ نے ہی پہلا پتھر مارا ۔ وہ غریب بس یہی تو چاہتی تھی کہ دو روپے روز کے بجائے اُسے اڑھائی روپے روز کی مزدوری مل جایا کرے ۔ مگر اُسے یہ خواہش بڑی مہنگی پڑی ۔ آپ نے اس خواہش کی بڑی بھاری قیمت وصول کر لی ۔ مگر یاد رکھیے آپ سستے نہیں چھوٹیں گے ، وہ آپ سے بہت بڑی قیمت لے کر رہے گی ۔

مسعود علی خاں

انسپکٹر صاحب ! میری بات سنیے ۔ میں ہزاروں روپے دینے کو تیار ہوں ۔ ہزاروں روپے ـــــ

انسپکٹر

روپے دینے کا وقت گزر چکا مسعود صاحب ! (میز کی دائیں جانب سے کرسی اٹھا کر مسعود علی خاں بیٹھ جاتا ہے ۔ انسپکٹر کچھ ایسی حرکت کرتا ہے جیسے کہ بات چیت ختم ہونے والی ہے ۔ تمسخر آمیز نظر سے سب کو دیکھتا ہے اور پھر درمیان میں آ کر کھڑا ہو جاتا ہے) ہاں تو آپ یہ سب واقعہ اب بھول نہیں سکتے۔ وہ نوجوان ، پرویز یعقوب بھی، وہ بھی نہیں بھول سکتا ۔ خیر اُسے کچھ ہمدردی تو تھی اُس لڑکی سے ۔ کچھ دن خوش تو رکھا اُس نے ۔ بہر حال شاہدہ عزیز اب اس دنیا میں نہیں ہے ۔ آپ لوگ اُسے کوئی اور گزند نہیں پہنچا سکتےاور ہاں اب کوئی مسرت بھی نہیں دے سکتے۔ یہ بھی تو نہیں کہہ سکتے 'شاہدہ عزیز مجھے معاف کر دو' ۔

[وہ دروازے کے پاس پہنچ جاتا ہے]

شیریں

(روتے ہوئے) یہی تو ستم کی بات ہے ۔

انسپکٹر

(دروازے کے پاس سے مڑ کر) مگر اتنی بات یاد رکھیے، ایک شاہدہ عزیز اس دنیا سے رخصت ہوئی ہے ، ہزاروں لاکھوں

اور شاهده عزیز ابھی زنده هیں ۔ یہاں ہمارے درمیان آن کی امیدیں بھی هیں ، خدشے بھی ، آن کی اذیتیں بھی هیں اور مسرت پانے کی معصوم خواهشیں بھی ۔ اور یه سب لوگ اپنی ساری آمنگیں اور اذیتیں لیے ہماری زندگی میں در آئے هیں ؛ ہماری ذات کا ایک حصه بن گئے هیں ؛ هم ان سے الگ نہیں هیں اور هم سب مل جل کر ایک دوسرے کے رکھوالے هیں۔ اگر کچھ لوگ اب بھی یه ماننے کو تیار نہیں تو یاد رکھیے وه دن دور نہیں که آگ اور خون کا ایک ریلا آئے گا اور ایسے لوگوں کو بہا کر لے جائے گا۔ خدا حافظ ۔

[وه سیدها باهر نکل جاتا هے ۔ سب کے سب حیرت سے دیکھتے ره جاتے هیں ۔ شیریں بغیر آواز کے روتی رهتی هے ۔ سلطانه بے دم هوکر ایک کرسی پر دهم سے بیٹھ جاتی هے ۔ اختر گہری سوچ میں غرق هے ۔ مسعود علی خاں جس کے هوش و حواس درست هیں ، عملی آدمی هے ، وه باهر کے دروازے کے بند هونے کی آواز سنتا هے اور آٹھ کر هچکچاتا هوا دروازے کی جانب بڑھتا هے ۔ پھر رک جاتا هے اور کسی قدر غم زده انداز میں باقی تینوں کی طرف دیکھتا هے]

مسعود علی خاں

(غصے کے سے عالم میں اختر سے) یه سب کچھ تمہارا کیا دهرا هے ۔

اختر

هاں ۔ میں هی قصور وار هوں ۔

مسعود علی خاں

اس کے باوجود تمھیں اندازہ نہیں تم نے کیا حرکت کی ہے ۔ ایک نہ ایک دن یہ سب باتیں لوگوں کو معلوم ہو جائیں گی اور ہم دنیا بھر میں بدنام ہو جائیں گے ۔

[وہ سائڈ بورڈ کی طرف جاتا ہے]

اختر

ہو جائیں ، میری بلا سے !

مسعود علی خاں

(چلتے چلتے رک کر) کیا ؟ ہاں ، تمھیں تو کچھ فکر نہیں ، مگر مجھے تو ہے ۔ اس دفعہ پورا یقین تھا کہ آنرز لسٹ میں اپنا بھی نام ہوگا——

[اختر اٹھتا ہے اور آتشدان کی طرف جاتا ہے ۔ ھسٹریکل ہنسی ہنستا ہے اور مسعود علی خاں کی جانب اشارہ کرتا ہے]

اختر

(ہنستے ہوئے) Oh ! for Gods sake اب فرق کیا پڑتا ہے اس بات سے ، آپ کو کوئی تمغہ ملے یا نہ ملے ؟

مسعود علی خاں

(غیض سے) تمھیں فرق نہیں پڑتا ۔ ہاں ، ظاھر ہے تمھیں تو کسی بات سے بھی فرق نہیں پڑتا ۔ لیکن شاید اس بات سے تو

تمھیں دل چسپی ہوگی کہ جب تک چرائی ہوئی رقم کا ایک ایک پیسہ مجھے واپس نہیں ملے گا اس وقت تک تمھیں تنخواہ نہیں ملے گی۔ یہ شراب کباب کی دعوتیں بھی نہیں ہوں گی۔ یہ پیلس کے ریسٹوران میں یوں بازاری عورتوں سے ملنا بھی نہیں ہوگا۔

سلطانہ

ہاں بالکل۔ اختر! تمھیں پتا نہیں تمھاری ان حرکتوں پر مجھے کیسی شرمندگی ہوئی ہے۔

اختر

ٹھیک ہے، ہوئی ہوگی۔ مگر یہ بھی خیال رکھیے کہ مجھے آپ دونوں کی وجہ سے کتنی شرمندگی ہو رہی ہے۔

مسعود علی خاں

(سلطانہ کی کرسی کی پشت کے پاس آتے ہوئے غصے میں) بس خاموش رہو۔ میں نے اور تمھاری ممی نے جو کچھ کیا ہر لحاظ سے اس کا جواز موجود ہے، اب یہ اور بات ہے کہ نتیجہ اس قدر افسوس ناک ہوا۔ اتنی سی بات ہے سب۔

شیریں

(حقارت سے) اتنی سی بات ہے سب؟

مسعود علی خاں

ہاں تو اور کیا؟

شیریں

اور تو بہت کچھ ہے مگر اب کہوں کیا ؟

مسعود علی خاں

پھر نہ کہو - تم چپ ہی رہو تو بہتر ہے -

شیریں

میں نے بھی بڑی ذلیل حرکت کی ہے - میں جانتی ہوں ، اچھی طرح جانتی ہوں - مجھے اپنے آپ سے نفرت ہو گئی ہے - مگر آپ لوگ ہیں کہ پھر خود کو دھوکا دے رہے ہیں جیسے کچھ ہوا ہی نہیں -

مسعود علی خاں

کچھ ہوا ہی نہیں ! کیا مطلب ہے تمھارا ؟ کہا نہیں میں نے ابھی کہ دنیا بھر میں بدنامی ہوگی - خوش قسمتی سے بچ جائیں تو بچ جائیں ورنہ بدنام ہونے میں کیا کسر رہ گئی ہے - اس ذلت کی مجھ سے زیادہ کس کو اذیت ہوگی ؟ بتاؤ -

شیریں

میں بد نامی کا ذکر نہیں کر رہی ہوں - اُس کی فکر نہیں ہے - افسوس تو مجھے اس بات کا ہے کہ اس سارے قصے سے آپ نے کچھ حاصل نہیں کیا -

مسعود علی خاں

میں نے ؟ نہیں تم غلط سمجھی ہو - آج رات میں نے بہت کچھ

سیکھا ہے۔ میرا خیال ہے تم یہ تو نہیں چاہتی ہو کہ جو کچھ آج مجھے سبق ملا ہے وہ سب کے سامنے دھراؤں ۔ میں جب آج شام کا تصور کرتا ہوں ، جب میں سوچتا ہوں کہ ہم پانچوں ابھی تھوڑی دیر پہلے کھانا کھا رہے تھے اور میں کیسا خوش تھا۔۔۔۔

اختر

اور یہ بھی آپ کو یاد ہے کہ کھانے کے بعد بڑے خوش اور مطمئن تھے تو آپ نے پرویز سے اور مجھ سے کیا کہا تھا ؟ آپ نے کہا تھا کہ آدمی کو اپنا راستہ خود ہی بنانا پڑتا ہے ، اپنی فکر آپ کرنی پڑتی ہے۔ آپ کا خیال تھا آدمی کو اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے اور بس ۔ یہ لوگ جو کہتے پھرتے ہیں کہ ہر آدمی کو دوسرے کی فکر کرنی چاہیے ، گویا کہ ہم ایک دوسرے کے شریک ہیں تو یہ لوگ احمق ہیں۔ یاد ہے نا آپ کو ؟ ہاں اور پھر ایک احمق سیدھا یہاں چلا آیا۔۔۔ کون ؟ انسپکٹر (وہ تلخی سے ہنستا ہے) اس سے تو آپ نے نہیں کہا کہ ہر آدمی کو اپنی فکر کرنی چاہیے ۔

[وہ آتش‌دان کی طرف مڑ جاتا ہے]

شیریں

(بڑی توجہ سے سنتے ہوئے) ڈیڈی نے جب یہ کہا تو اس کے فوراً بعد ہی انسپکٹر صاحب آئے تھے ۔

[اٹھ کر اختر کے پاس جاتی ہے]

اختر

ہاں ، تو پھر کیا ہوا ؟

مسعود علی خاں

شیریں ! اب کیا بات ہوئی ؟

شیریں

(رک رک کر) بڑی عجیب بات ہے - بڑی عجیب -

سلطانہ

(کسی قدر اضطراب سے) مجھے معلوم ہے تم کیا کہنا چاہتی ہو - میں خود یہی سوچ رہی تھی -

شیریں

اب کچھ فرق تو نہیں پڑتا اس بات سے ، مگر کیا واقعی وہ پولیس انسپکٹر ہی تھا ؟

مسعود علی خاں

وہ انسپکٹر نہیں تھا تو فرق کیوں نہیں پڑتا - زمین آسان کا فرق پڑتا ہے -

شیریں

میرے لیے تو بالکل نہیں اور آپ کے لیے بھی نہیں ہونا چاہیے -

سلطانہ

شیریں ! بے تکی باتیں مت کرو - خواہ مخواہ بچگانہ حرکتیں

کر رہی ہو ۔

شیریں

میری باتیں بیگانہ نہیں ہیں ۔ سچ پوچھیے تو آپ کی ہیں ۔ آپ کی ، جو حقیقت سے آنکھیں چار نہیں کر سکتے ۔

مسعود علی خاں

میں یہ باتیں سننا نہیں چاہتا ۔ سمجھیں ! اگر پھر تم نے ایسی کوئی بات کی تو اس کمرے سے تمھیں جانا پڑے گا ۔

اختر

افوہ ! بڑی خوفناک سزا دی ہے آپ نے ۔

شیریں

میں خود ہی جانے والی تھی ۔ مگر آپ سمجھتے کیوں نہیں کہ اگر وہ ساری باتیں درست ہیں جو ہمیں آج معلوم ہوئیں تو پھر ہمیں اس سے کیا مطلب کہ اقبال جرم کرانے والا آدمی کون تھا ۔ اور باتیں سب درست ہیں ۔ یہ آپ بھی جانتے ہیں ۔ اہم بات تو یہی ہے ۔ یہ نہیں کہ وہ آدمی انسپکٹر تھا یا نہیں ۔

اختر

ہمارے لیے تو وہ پولیس انسپکٹر ہی تھا ۔

[وہ میز کے پیچھے چلا جاتا ہے]

شیریں

ھاں اختر! یہی تو میں کہنا چاھتی تھی (والدین سے مخاطب ھو کر) ویسے مجھے خیال آیا - کافی دیر سے میں یہ سوچ رھی تھی شاید اسی سے آپ کی تسکین ھو جائے میری تو نہیں ھوتی - وہ یہ کہ اس انسپکٹر میں کوئی نہ کوئی بات عجیب و غریب ضرور تھی - وہ ایسا نہیں لگتا تھا جیسے عام پولیس انسپکٹر ھوتے ھیں -

مسعود علی خاں

تم ٹھیک کہتی ھو ، مجھے بھی احساس ھوا تھا (سلطانہ) تم نے محسوس نہیں کیا ؟

سلطانہ

ھاں واقعی - طور طریق اُس کے عجیب تھے - اتنی بدتمیزی - ایسی زبردستی -

[اختر میز کے پیچھے والی دائیں ھاتھ کی کرسی پر بیٹھ جاتا ھے]

مسعود علی خاں

(ڈیسک کی طرف جاتے ھوئے) اور وہ مجھ سے باتیں کیسے کرتا تھا - مجھ سے کہتا ھے چپ ھو جاؤ ، خاموش رھو ، حالانکہ اُسے معلوم ھی ھوگا کہ میں چیئرمین رہ چکا ھوں - اسمبلی کا ممبر اب بھی ھوں - اس کے علاوہ اُس کا باتیں کرنے کا انداز - یوں تو یہ لوگ باتیں نہیں کرتے - میں ایسے بہت سوں سے مل چکا ھوں -

شیوں

(آهسته آهسته) هم نے ایسی بات تو شاید کوئی بھی نہیں کی جو آسے پہلے سے معلوم نه هو ۔ کیوں خیال ہے کچھ ؟

مسعود علی خاں

(ڈیسک کے آگے بیٹھتے ہوئے) یه کوئی خاص بات نہیں ۔ کچھ تھوڑی بہت معلومات تو آسے آس لڑکی کے هاں سے مل گئی تھیں کچھ آس کے اندازے درست نکلے ۔ لیکن یه حقیقت ہے که اگر هم اتنی زیاده باتیں نه کرتے تو آسے کچھ بھی معلوم نه هوتا ۔ بات هی آگے نه چلتی ۔ (وه غصے سے آنھیں دیکھتا ہے) میری سمجھ میں نہیں آتا که آخر آپ لوگوں کو یه کیا سوجھی ساری باتیں کهه ڈالیں ۔

شیریں

اب تو آپ یه کہیں گے هی ۔ بہر حال آس نے هم سے اقبال جرم تو کرا هی لیا ۔

سلطانه

هاں اگر یه اقبال جرم ہے ، جیسا که تم کہتی هو ، تو مجھ سے تو وه نه منوا سکا ۔ میں نے آس سے صاف صاف کهه دیا که میں نے جو کچھ کیا فرض کے طور پر کیا ۔

شیریں

ممی !

مسعود علی خاں

واقعه یه ہے که تم دهوکا کھا گئیں ۔ هاں دهوکا ـــ

سلطانہ

مسعود! یہ کیا بات ہوئی ؟

مسعود علی خاں

نہیں نہیں ، میں تمھاری بات نہیں کر رہا ہوں ۔ میرا اشارہ ان دونوں کی طرف ہے ۔ معلوم ہوتا ہے وہ شخص کچھ ہمارے خلاف تھا ، آتے ہی اس نے ایسی باتیں شروع کردیں ۔ شاید کوئی سوشلسٹ ہو یا اسی قسم کا کوئی اور خبطی ۔ کچھ لگتا ایسا ہی تھا ۔ لیکن آپ لوگوں نے کمال ہی کردیا ۔ بجائے اس کے کہ بے باکی سے اس کے سوالوں کا جواب دیتے اس کی دھمکی میں آگئے اور اپنے ذاتی معاملات کہہ ڈالے ۔ ذرا بے باک ہو کر جواب دینا چاہیے تھا ۔

اختر

(اٹھتے ہوئے میز کی دائیں جانب آکر) ہاں ویسے اس کے سامنے آپ کو بھی بے باک ہوتے تو ہم نے نہیں دیکھا ۔

مسعود علی خاں

ظاہر ہے اس وقت تک تم اعتراف کر چکے تھے کہ تم روپیہ چراتے رہے ہو ۔ اس کے بعد میں اور کر ہی کیا سکتا تھا ۔ حماقت میری ہی ہے کہ اس سے علیحدگی میں گفتگو کرنے پر کیوں نہ اصرار کیا ۔

اختر

اس سے کام نہ چلتا ۔

شیریں

ظاہر ہے بالکل نہیں ۔

سلطانہ

تم دونوں تو کچھ ایسی باتیں کر رہے ہو کہ بجائے ہمارے جیسے اُس کی مدد کرنا چاہتے ہو ۔ (اٹھ کر مسعود علی خاں کے پاس آتی ہے) اچھا اب ذرا چپ بیٹھے رہو تاکہ تمہارے ڈیڈی اطمینان سے سوچ لیں کہ ہمیں اب کیا کرنا ہے ۔

[وہ مسعود علی کی طرف دیکھتی ہے]

مسعود علی خاں

(اٹھتا ہے اور میز کے آگے سے چل کر درمیان میں آجاتا ہے ، گو مگو کے عالم میں) ہاں ۔ واقعی کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑے گا اور جو کچھ بھی کرنا ہے جلدی کرنا ہوگا ۔ (باہر دروازے کی گھنٹی بجتی ہے ۔ مسعود علی خاں بات کرتے کرتے رک جاتا ہے ۔ سب کے سب خطرے کے احساس سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں) اب کون آیا ؟ دیکھوں جا کر ۔

سلطانہ

نہیں ، ڈی سوزا چلا جائے گا ۔ میں نے ابھی جانے نہیں دیا ہے ، چائے پلا کر جائے گا ۔

شیریں

(میز کے بائیں جانب آتے ہوئے) شاید پرویز واپس آیا

ہو (سلطانہ ڈیسک والی کرسی پر بیٹھ جاتی ہے) ۔

[پرویز داخل ہوتا ہے ۔ وہ شیریں کے آگے سے ہو کر
بائیں جانب درمیان میں آجاتا ہے]

پرویز

آپ کو میرے واپس آجانے پر کوئی اعتراض تو نہیں ؟

سلطانہ

نہیں پرویز ! اعتراض کیا ہو سکتا ہے ؟

پرویز

میں ایک خاص مقصد سے واپس آیا ہوں ۔ وہ انسپکٹر کب
گیا ؟

شیریں

(پرویز کی بائیں جانب آتے ہوئے) ابھی چند منٹ پہلے ، ہم
سب کا برا حشر کیا اُس نے۔

سلطانہ

(فہمائش کرتے ہوئے) شیریں !

شیریں

پرویز کو بھی معلوم ہو جائے تو کیا خرابی ہے ۔

مسعود علی خاں

(جلدی سے) نہیں بھئی ! کیوں یہ کتھا سنا کر اُنھیں پریشان

کرتی ہو ۔

شیریں

(پرویز سے) ہم سب دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں ، گردن تک ۔ تمھارے جانے کے بعد تو بہت برا حال ہوا ۔

پرویز

بات تو تمیز سے کرتا رہا ؟

شیریں

ارے کہاں ! برابر دھمکیاں دیتا رہا ۔

مسعود علی خاں

بھئی! میرا تو خیال ہے وہ بڑے عجیب اور مشکوک سے انداز میں باتیں کرتا رہا ۔

سلطانہ

مسعود سے اور مجھ سے ، وہ ہم دونوں ہی سے بڑی بدتمیزی سے پیش آیا ۔ غیر معمولی سی بات ہے ۔ سمجھ میں نہیں آتا آخر وجہ کیا تھی ؟

[وہ سب پرویز کو سوالیہ انداز میں دیکھتے ہیں]

مسعود علی خاں

تم تمھیں ضرور کچھ معلوم ہے ۔ کیا بات ہے ؟

پرویز

(رک رک کر) وہ شخص پولیس افسر نہیں تھا ۔

[شیریں میز کی جانب بیٹھ جاتی ہے]

مسعود علی خاں

(حیرانی سے) کیا ؟

سلطانہ

یقین ہے تمھیں ؟

پرویز

ہاں یقین ہی سمجھیے ۔ میں آپ کو یہی بتانے آیا تھا ۔

مسعود علی خاں

بات ہوئی نا ! تم نے کچھ پوچھ کچھ کی ہو گی ؟

پرویز

ہاں برابر کی کالونی میں میں ایک پولیس افسر کو جانتا ہوں ، اُس سے ابھی مل کر آیا ہوں ۔ انسپکٹر کامران کا میں نے اُس سے ذکر کیا اور اُس کا حلیہ بھی تفصیل سے بتایا ۔ وہ قسم کھاتا ہے کہ انسپکٹر کامران یا اس حلیے کا کوئی آدمی تو یہاں پولیس میں ہے ہی نہیں ۔

مسعود علی خاں

واللہ ۔ نقال ہی تھا ۔

سلطانہ

(اٹھ کر شیریں کے پاس جاتے ہوئے فتح مندانہ انداز میں) میں نہ کہتی تھی ۔ میں نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ اگر وہ واقعی پولیس انسپکٹر ہوتا تو ہم سے ایسے گفتگو نہ کر سکتا تھا ۔

پرویز

جی ہاں ، آپ ٹھیک کہتی تھیں ۔ اس نام کا انسپکٹر کوئی نہیں ، ہم خواہ مخواہ ہی دھر لیے گئے ۔

مسعود علی خاں

(اٹھتے ہوئے) میں ابھی یقینی طور پر معلوم کیے لیتا ہوں ۔

سلطانہ

کیسے معلوم کرو گے ؟

مسعود علی خاں

(ٹیلیفون کی سمت جاتے ہوئے) فرخ مرزا سپرنٹنڈنٹ پولیس کو ٹیلیفون کرتا ہوں ۔

سلطانہ

(میز کے سامنے آتے ہوئے) ذرا احتیاط سے بات کرنا ۔

[میز کے آگے والی کرسی پر بیٹھ جاتی ہے]

مسعود علی خاں

(ریسیور اٹھا کر) ہاں ہاں ، تم فکر نہ کرو ۔ (ریسیور میں) ۵۳۳۵ ۔ (کرداروں سے مخاطب ہو کر) فون تو مجھے بہر حال کرنا ہی تھا ۔ شروع ہی سے مجھے شبہ تھا (ریسیور میں) فرخ مرزا صاحب ؟ مسعود علی خاں ہیں ؟ ہیلو فرخ ! معاف کرنا ، تمھیں اتنی رات گئے تکلیف دی ۔ ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں ۔ کوئی انسپکٹر کامران تو نہیں ہے تمھارے سٹاف میں ۔ شاید پچھلے دنوں ہی آیا ہو ۔ ہاں کامران ۔ (اختر میز کی بائیں جانب آتا ہے) نووارد ہے ، کچھ بھورے سے بال ہیں ۔ شاید سر میں خضاب یا مہندی لگاتا ہے ۔ بڑی گھنی سیاہ بھویں ، لمبی نوکیلی سی ناک ، کسی قدر اندر کو دھنسی ہوئی بڑی بڑی تیز آنکھیں ہیں اور ہاں مونچھیں بھی ہیں اس کی ۔ زیادہ بڑی تو نہیں مگر اوپر کے ہونٹ کے برابر لمبی ضرور ہیں ۔ ڈاڑھی نہیں ہے ۔ درمیانہ قد ہے ۔ جسم اکیہرا ہے ۔ یاد آیا ۔ اچھا ۔ تو پھر تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ نہیں یہاں کچھ بحث ہو رہی تھی ۔ شرط رکھی تھی ۔ اچھا تو خدا حافظ (ریسیور رکھ کر سب کو دیکھتا ہے) کامران نام کا کوئی انسپکٹر آج کل کراچی کی پولیس میں نہیں ہے ۔ ایسا بھی کوئی آدمی نہیں ہے جس کی شکل و صورت اس شخص سے ملتی ہو جو یہاں آیا تھا ۔ ظاہر ہے وہ پولیس انسپکٹر نہیں تھا ۔ اور جیسا کہ پرویز نے کہا ہم خواہ مخواہ دھر لیے گئے ۔

[وہ سلطانہ کی طرف آتا ہے]

سلطانہ

(اٹھتی ہے اور آتش دان کے قریب آ جاتی ہے) شروع سے میرا یہی خیال تھا ۔ باتیں ہی وہ اور طرح کرتا تھا ۔ انسپکٹر تو وہ لگتا ہی نہیں تھا ۔

مسعود علی خاں

ہاں اب تو بات بدل گئی ہے ، بلکہ یوں کہنا چاہیے قطعی مختلف ہو گئی ہے ۔

شیریں

(اٹھ کر ڈیسک کی طرف جاتے ہوئے تلخی سے) اور شاید ہم سب بڑے اچھے نیک انسان بن گئے ہیں ۔

مسعود علی خاں

شیریں ! کوئی ڈھنگ کی بات کرو ، ورنہ خاموش رہو ۔

اختر

ٹھیک تو کہہ رہی ہے ۔

مسعود علی خاں

(غصے سے) تم چپ ہی رہو تو اچھا ہے ۔ اگر کہیں وہ پولیس انسپکٹر ہوتا اور اس کے سامنے تم نے اعتراف کیا ہوتا کہ تم ـــــ

سلطانہ

مسعود ـــــ تم کیا کہہ رہے ہو ؟

مسعود علی خاں

(جلدی سے) ہاں ۔ ہاں ۔

شیریں

(بائیں جانب آگے ہوتے ہوئے) پرویز ! کچھ سمجھے ؟ بات یہ ہے کہ کچھ باتیں تو تمہیں معلوم ہیں مگر ہمارے کچھ اور جرم اور حماقتیں بھی ہیں جو تمہیں نہیں معلوم ہونا چاہئیں ۔

پرویز

(شیریں کی طرف آتے ہوئے) ٹھیک ہے ، میں معلوم بھی نہیں کرنا چاہتا (مسعود علی خاں کی طرف گھوم کر) آپ کس نتیجے پر پہنچے ؟ جھانسا ہی دیا تھا نا ہمیں ؟

مسعود علی خاں

اور کیا ؟ کسی شخص نے اس آدمی کو ہمارے پیچھے لگایا ہے تاکہ ہمیں اس صورت سے بے وقوف بنایا جاسکے ۔ شہر میں ایسے کچھ لوگ ہیں جو مجھ سے جلتے ہیں ۔ اُن سے کچھ بعید نہیں کہ ایسی حرکت کر گزریں ۔ ہمیں پہلے ہی اندازہ ہو جانا چاہیے تھا ۔ عام حالات میں تو میں بھانپ لیتا مگر ایک ایسی تقریب کے فوراً بعد ہی جب کہ ہم بڑے خوش خوش بیٹھے ہوئے تھے ، اس قسم کا دھوکا لگے تو آدمی ہکا بکا رہ جاتا ہے ، وہی میرا حال ہوا ۔

سلطانہ

کاش میں اُس وقت یہاں ہوتی جب وہ آدمی آیا تھا ۔ خود اُس کے سوال کرنے سے پہلے میں اُس سے چند سوال پوچھتی ۔

[اختر آرام کرسی کی طرف جاتا ہے اور وہاں بیٹھ جاتا ہے]

شیریں

(میز کے بائیں جانب آتے ہوئے) ہاں۔ اب تو سب کچھ کہا جا سکتا ہے ۔

سلطانہ

میں تو اتنا جانتی ہوں کہ تم سب نے اس کے سامنے ہتھیار ڈال دیے پر میں نے تو نہیں ڈالے ۔ میرا خیال ہے اب ہم اس معاملے پر ذرا اطمینان سے غور کرکے یہ طے کریں کہ اب کرنا کیا چاہیے ۔

مسعود علی خاں

تم بالکل ٹھیک کہتی ہو ۔ ایک بڑی اہم بات تو ہم معلوم ہی کر چکے ہیں ۔ یہی کہ وہ شخص محض فراڈ تھا اور یہ کہ ہمیں بے وقوف بنایا گیا ، لیکن بات یہیں ختم نہیں ہوتی ، ابھی تو بہت کچھ معلوم ہو گا ۔

پرویز

جی ہاں ۔ بالکل ۔ مجھے تو پورا یقین ہے ۔

[اختر اضطراب کے عالم میں بائیں جانب سے آگے آتا ہے]

(گہری دل چسپی سے) تمھیں بھی یقین ہے ؟ Good !
(اختر سے) اختر بیٹھ جاؤ ۔

اختر

میں ایسے ہی ٹھیک ہوں ۔

مسعود علی خاں

ٹھیک ہوں ؟ اس حالت میں تو تم قطعی ٹھیک نہیں ہو ۔ سمجھے ؟ کوئی ضرورت نہیں ہے تمھیں اس صورت سے کھڑے ہونے کی ۔ گویا کہ _ گویا کہ ______

اختر

گویا کہ کیا ؟

مسعود علی خاں

گویا کہ ہم سے تمھارا کچھ واسطہ ہی نہیں ۔ صاحب زادے ! ذرا غور تو کرو ، اس معاملے میں تم کس قدر پھنسے ہوئے ہو ۔ اصل مصیبت میں تو تم گرفتار ہو کہ کسی قسم کی کوئی دل چسپی نہیں لے رہے ہو ۔

اختر

دل چسپی مجھے ضرور ہے ، بلکہ میری مشکل یہ ہے کہ مجھے بہت زیادہ دل چسپی ہے ۔

شیریں

میرا بھی یہی حال ہے ۔

مسعود علی خاں

اچھا تو پھر تم دونوں میری بات سنو ۔ اگر تم اب بھی مشتعل ہو تو بہتر یہ ہے کہ خاموش بیٹھے رہو اور سب کچھ ہم پر چھوڑو ۔ مانتا ہوں اُس شخص کی عجیب و غریب حرکات نے ہمیں کسی قدر بوکھلا دیا تھا لیکن اب بہرحال ہمیں اُس کی حقیقت کا پتا چل گیا ہے اور بس اب ہمارا کام یہی ہے کہ اپنے ہوش و حواس بجا رکھیں ۔ دراصل اب ہماری باری آئی ہے ۔

شیریں

ہماری باری کس بات کے لیے ؟

سلطانہ

(سختی سے) اس لیے کہ ہم ہوش سے کام لیں ۔ شیریں ! تم تو اتنا بھی نہیں کر پا رہی ہو ۔

اختر

(میز کی بائیں جانب والی کرسی کے پیچھے پہنچ کر پھٹ پڑتا ہے) فائدہ کیا ہے ان باتوں سے کہ ہوش سے کام لو ؟ آپ اب یہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی ہیں گویا کہ واقعی کچھ ہوا ہی نہیں ۔ معاف کیجیے میری آنکھوں پر ابھی پردے نہیں پڑے ہیں ۔ وہ لڑکی تو بہرحال ابھی

تک مردہ ہی ہے، کسی نے اُسے زندہ تو نہیں کیا ؟

شیریں

اختر ! یہی میں کہتی ہوں اور یہ لوگ یہی بات نہیں سمجھتے۔

اختر

ہمیں اس سے کیا مطلب کہ وہ شخص تھا کون ۔ میں نے جو کچھ کیا اُس سے تو انکار ممکن نہیں ۔ ممی نے جو کچھ کیا وہ بھی حقیقت ہے اور آپ سب نے جو کچھ کیا وہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں ۔ واقعہ تو گھناؤنا ہی رہے گا، چاہے آپ اسے پولیس انسپکٹر کے سامنے بیان کریں یا کسی اور کے ۔ آپ لوگوں کا خیال ہے میرے ضمیر کو اب مطمئن ہو جانا چاہیے ۔ جی ؟ (پرویز کی طرف آ کر) پرویز ! ایک بات بتاؤں ؟ میں چور ہوں، دفتر سے روپیہ چرایا ہے (مسعود علی خاں اُٹھ کر دخل دینے کی کوشش کرتا ہے) مجھے کوئی پروا نہیں ۔ انہیں بھی معلوم ہو جائے گا تو کیا فرق پڑے گا ۔ روپے کی ایسی خاص بات نہیں تھی، اصل بات یہ تھی کہ اُس غریب لڑکی کا کیا حشر ہوا اور ہم سب نے اُس کے ساتھ کیا سلوک کیا ۔ میں اب بھی اسی بات کو اہم سمجھتا ہوں اور اسی لیے میرا جی نہیں چاہتا کہ یہاں آپ لوگوں کے پاس اطمینان سے بیٹھ جاؤں اور اچھی اچھی باتیں کرتا رہوں ۔

[وہ میز کے دائیں جانب آ جاتا ہے]

شیریں

اختر بالکل ٹھیک کہتا ہے ۔ یہی تو بات ہے جو آج ہم میں سے کوئی بھی نہ کہہ سکا ۔ اسی بات سے مجھے کچھ تسکین ہوئی ہے اور احساس ندامت کچھ کم ہوا ہے ۔ مگر آپ ہیں کہ دوبارہ پھر بننے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

مسعود علی خاں

بس خدا کے لیے ــــــــــ

سلطانہ

مسعود !

مسعود علی خاں

یہ دونوں مجھے خواہ مخواہ اس قدر غصہ دلا رہے ہیں (دوبارہ بیٹھ جاتا ہے) ہماری بات سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے ۔ یہ نہیں دیکھتے کہ اس قسم کی جھوٹ سچ باتوں کے گھر تک محدود رہنے میں اور علانیہ طور پر مشتہر ہونے میں کتنا بڑا فرق ہے ۔

اختر

(میز کے پیچھے سے دائیں جانب آکر چیختے ہوئے) میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ وہ لڑکی مرچکی ہے اور ہم سب اُس کے قاتل ہیں ، یہ ہے اصل بات ۔

مسعود علی خاں

(اُٹھ کر چلاتے ہوئے ، اختر کو دھکا کر) اور میں کہتا ہوں کہ چلانا بند کر دو ورنہ نکل جاؤ باہر (وہ اُسے گھورتا ہے ، پھر کچھ دھیمے لہجے میں) کوئی اور باپ ہوتا تو کبھی کا تمہیں گھر سے نکال چکا ہوتا ۔ اس گھر میں رہنا چاہتے ہو تو زبان کو لگام دو ۔

اختر

(ڈیسک کی طرف آتے ہوئے تلخی سے) میں لعنت بھیجتا ہوں یہاں رہنے پر ۔

مسعود علی خاں

تمہیں اُس وقت تک یہاں رہنا ہوگا جب تک تم اُس چرائے ہوئے روپے کا حساب نہیں دیتے ، جب تک وہ روپیہ واپس نہیں کرتے ۔

شیریں

فرق کیا پڑے گا اس سے ؟ شاھدہ عزیز تو زندہ ہونے سے رہی ۔

اختر

ھاں اور اس واقعے کو بھی نہیں جھٹلایا جا سکے گا کہ ہم سب اُس کے قاتل ھیں ۔

پرویز

(اُٹھ کر) کیا واقعہ یہی ہے ؟

اختر

ظاہر ہے یہی ہے ۔ سارے قصے کا تمھیں کچھ علم نہیں ، اسی لیے یہ کہتے ہو ۔

شیریں

اب تم شاید یہ ثابت کرنے کی کوشش کرو گے کہ تم جو گرمیوں بھر مجھ سے ملنے نہیں آئے تو اس لڑکی کے ساتھ بھی نہیں رہتے تھے ؟

پرویز

یہ تو میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ پچھلی گرمیوں میں ایک لڑکی میرے ساتھ رہتی تھی ۔ ان دنوں تمھارے پاس نہ آنے کا مجھے افسوس ہے ۔

شیریں

بہرحال تم اس معاملے میں ہم سب سے اچھے رہے ۔ خود انسپکٹر نے یہی کہا ۔

مسعود علی خاں

(میز کی بائیں جانب سے سائڈ بورڈ کی طرف جاتے ہوئے غصے سے) وہ انسپکٹر نہیں تھا ۔

شیریں

(غصے سے بھڑک کر) تو کیا ہوا ، ہمیں تو اس نے Inspect کر لیا ۔ حیلے بہانے کرنے سے اب کیا فائدہ ؟ صاف

بات ہے ہم سب نے اُس لڑکی کو خود کشی پر مجبور کر دیا ۔

پرویز

کیا واقعی ؟ (وہ شیریں کی جانب بڑھتا ہے) یہ کون کہہ سکتا ہے ؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ اُس شخص کے پولیس انسپکٹر ہونے کا بھی کوئی ثبوت نہیں تھا اور اس بات کا بھی کوئی ثبوت نہیں کہ ہم نے اُس لڑکی کو خود کشی پر مجبور کیا ۔

شیریں

ہے کیوں نہیں ؟ ضرور ہے ۔

پرویز

نہیں ، کوئی نہیں ۔ ذرا غور تو کرو ، ایک شخص پولیس آفیسر بن کر یہاں آتا ہے اور کرتا کیا ہے ، ادھر اُدھر سے سنی سنائی چند باتوں کو بڑی چالاکی سے یک جا کرتا ہے اور دھوکا دے کر ہم سب سے منوا لیتا ہے کہ کسی نہ کسی طور پر ہمارا اس لڑکی کی زندگی سے تعلق رہا ہے ۔

اختر

اور نہیں تو کیا ، تعلق تو ضرور تھا ۔

پرویز

(اختر کی سمت آتے ہوئے) مگر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ یہ ساری داستان ایک ہی لڑکی کی ہے ؟

مسعود علی خاں

(آتش دان کے پاس آتے ہوئے) ذرا ایک منٹ ٹھہرو ، مجھے اس بات پر غور کر لینے دو - ہاں تو۔(وہ ھچکچاتا ہے) اونہوں ، ایسے بات نہیں بنے گی -

اختر

ظاھر ہے یہ سب کچھ تو ھم پہلے ھی مان چکے ھیں -

پرویز

ھاں ھاں ٹھیک ہے ، آپ سب مان چکے ھیں کہ ایک لڑکی سے آپ کا کچھ نہ کچھ تعلق رھا ہے - مگر آپ کو یہ کیسے معلوم کہ اسی ایک لڑکی سے سب کا تعلق رھا ہے (فتحمندانہ انداز میں سب کو دیکھتا ہے - سب اس معمے پر غور کرتے ھیں اور پرویز ، مسعود علی خاں کی طرف متوجہ ھوتا ہے - کچھ وقفے کے بعد) دیکھیے مسعود صاحب ! آپ نے شاھدہ عزیز نام کی ایک لڑکی کو برطرف کیا اور اس کے بعد اسے بھول گئے - اس شخص نے آپ کو اس کا فوٹو دکھایا اور آپ کو سب کچھ یاد آگیا - جی ٹھیک ہے ؟

مسعود علی خاں

ھاں ھاں ، یہاں تک سیدھی سادھی سی بات ہے ، مگر آگے کیا ؟

پرویز

آگے یہ کہ اتفاقاً اسے معلوم ھو جاتا ہے کہ شیریں نے

رنگون والا کی دکان سے ایک لڑکی کو نکلوا دیا ہے - ہم سے آکر خود کہتا ہے کہ یہ وہی شاہدہ عزیز ہے - شیریں کو وہ ایک فوٹو دکھاتا ہے اور وہ اس لڑکی کو پہچان لیتی ہے -

شیریں

ہاں ، مگر فوٹو تو وہی تھا -

پرویز

(شیریں کی طرف مڑ کر) یہ تمہیں کیسے معلوم کہ یہ وہی فوٹو تھا ؟ تم نے وہ فوٹو دیکھا تھا جو تمہارے ڈیڈی کو دکھایا گیا ؟

شیریں

نہیں تو - او ! اب میں سمجھی تمہارا مطلب کیا ہے -

پرویز

ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں کہ یہ وہی فوٹو تھا ، اس لیے اس بات کا بھی کوئی ثبوت نہیں کہ یہ وہی لڑکی تھی - جہاں تک میرا تعلق ہے ، آپ کو معلوم ہی ہے ، میں نے تو فوٹو دیکھا ہی نہیں - میں تو صرف اس لیے پکڑا گیا کہ اس نے یکایک کہہ ڈالا کہ اس لڑکی نے اپنا نام بدل کر عذرا رکھا - عذرا نام کی ایک لڑکی کو میں جانتا ہوں ، اس لیے میں نے خواہ مخواہ سب کچھ قبول لیا -

مسعود علی خاں

حالاں کہ قطعی کوئی ثبوت موجود نہیں تھا کہ یہ عذرا واقعی شاہدہ عزیز ہی تھی - بس اُس نے کہا اور ہم نے مان لیا - اُس نے یہ بھی تو کہا تھا کہ میں پولیس انسپکٹر ہوں ، مگر اب ہمیں معلوم ہی ہو گیا ہے کہ وہ جھوٹ بول رہا تھا - کیا پتا وہ مستقل جھوٹ بولتا رہا ہو -

پرویز

جی ہاں ، بڑی آسانی سے وہ جھوٹ بول سکتا تھا - شاید سب کچھ اُس نے جھوٹ ہی کہا ہو - یہ بتائیے میرے جانے کے بعد کیا ہوا ؟

سلطانہ

میں پریشان تھی کہ اختر بغیر کچھ کہے سنے باہر نکل گیا ہے - اُس آدمی نے کہا کہ اگر اختر واپس نہ آیا تو وہ خود جا کر اُسے تلاش کر لے گا - اس بات سے میں اور پریشان ہوئی - برابر بڑی سختی سے اور بڑے اعتماد سے باتیں کرتا رہا - پھر اُس نے یکایک کہا کہ صرف دو ہفتے پہلے ہی یہ شاہدہ عزیز ہماری انجمن سے امداد مانگنے آئی تھی - اور میری حماقت دیکھو ، میں نے کہہ دیا ، ہاں آئی تھی -

شیریں

ممی ! ان باتوں سے پہلے آپ کو اُس نے اُس لڑکی کا فوٹو بھی تو دکھایا تھا اور صاف لگتا تھا کہ آپ نے اُسے پہچان لیا ہے -

پرویز

کسی اور نے بھی دیکھا تھا یہ فوٹو ؟

سلطانہ

نہیں ، اُس نے بس مجھے ہی دکھایا تھا ۔

پرویز

تو پھر ظاہر ہے اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ یہ وہی لڑکی تھی ۔ ایسی کسی اور لڑکی کا فوٹو اُس نے آپ کو دکھایا ہوگا جس نے انجمن سے امداد طلب کی ہو ۔ اور پھر ہمیں یہ کہاں معلوم ہے کہ آپ کے پاس جو لڑکی آئی وہ شاہدہ عزیز یا عذرا ہی تھی ۔

مسعود علی خاں

پرویز نے بالکل درست کہا ۔ کیا معلوم اُس شخص نے ہر بار ایک نیا فوٹو دکھا دیا ہو اور شاید ہم مختلف لڑکیوں کو پہچانتے رہے ہوں ۔

پرویز

قطعی (وہ اختر کی طرف آتا ہے) اختر ! تمہیں بھی اُس نے فوٹو دکھایا تھا ؟

اختر

نہیں ، جب میری باری آئی تو فوٹو کی ضرورت باقی نہ رہی تھی ۔ لیکن ظاہر ہے یہ وہی لڑکی ہوگی جسے میں جانتا تھا

اور جو ممی سے مدد مانگنے گئی تھی ۔

پرویز

آخر کیوں ہوگی ؟

اختر

اس نے ممی کو بتایا تھا کہ اسے انجمن کی امداد کی اس لیے ضرورت ہے چوں کہ وہ مزید چوری کا روپیہ نہیں لینا چاہتی تھی ۔ میں جس لڑکی کو جانتا تھا اس نے مجھ سے یہی کہا تھا ۔

پرویز

پھر بھی ممکن ہے یہ سب مہمل باتیں ہوں ۔

اختر

میری سمجھ میں نہیں آتا ، یہ باتیں مہمل کیسے ہو سکتی ہیں ، جب کہ ان ہی باتوں سے ایک لڑکی نے اپنے ہاتھوں اپنی جان لے لی ۔ آپ سب تو بڑی خوبی سے اپنا دامن چھڑا رہے ہیں ، میرے لیے یہ ممکن نہیں اور ممی بھی یہ نہیں کر سکتیں ، ہم دونوں نے یقیناً اس کی جان لی ۔

[وہ ڈیسک پر بیٹھ جاتا ہے]

مسعود علی خاں

(ایک قدم آگے بڑھ کر) ذرا ٹھہرو ، ایک منٹ ٹھہرو ۔ اتنی جلدی اپنے آپ کو قانون کے حوالے نہ کرو ۔ ممکن ہے

جیسے وہ پولیس انسپکٹر بن گیا تھا اسی طرح اس نے یہ بات بھی بنائی ہو کہ وہ لڑکی تمھاری ممی سے ملنے آئی۔ ساری بات ہی محض دھوکے میں ڈالنے کے لیے گھڑ لی گئی ہو۔

اختر

(غصے سے) یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ لڑکی مر چکی ہے، سمجھے آپ؟

پرویز

کون سی لڑکی؟ چار پانچ لڑکیوں کا قصہ ہے یہ تو۔

اختر

(اٹھتے ہوئے) اس سے مجھے کچھ مطلب نہیں۔ جس لڑکی کو میں جانتا تھا وہ مر چکی ہے۔

مسعود علی خاں

مر چکی ہے؟ یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ مر چکی ہے؟

پرویز

(شیریں کی بائیں جانب آتے ہوئے) ہاں ٹھیک ہے، اصل بات تو آپ نے کہی ہے۔ یقین سے کون کہہ سکتا ہے کہ آج کسی لڑکی نے خود کشی کی بھی ہے؟

مسعود علی خاں

(اختر کی جانب دیکھتے ہوئے فتح مندانہ انداز میں) ہاں اس بات کا جواب دو (اختر ڈیسک پر بیٹھ جاتا ہے) دیکھو نا اس سارے واقعے پر اُس شخص کے نقطۂ نظر سے غور کرو۔ ہمارے ہاں ایک مختصر سی تقریب تھی، ہم سب بہت خوش تھے اور اُس شخص کو اپنی چال چلنی تھی؛ تو پہلا کام تو وہ یہ کرتا ہے کہ ایک ہولناک خبر سنا کر ہمیں دہلا دیتا ہے تاکہ ہم آسانی سے اس کے دھوکے میں آ جائیں۔ ہسپتال میں ایک لڑکی مر گئی ہے، تیزاب پی لیا تھا اُس نے، اذیت کے عالم میں جان دی اُس نے۔

اختر

بس بس ہو چکی، اب رہنے دیجیے۔

مسعود علی خاں

(فتح مندانہ لہجے میں) دیکھا! وہ لفظ دہرانے سے ہی تمہارا کیا حال ہوتا ہے؟ وہ بھی یہی کرنا چاہتا تھا کہ ہم سب کو دہلا دے اور پھر سوالوں کی بوچھاڑ شروع کر دے، یہاں تک کہ ہمارے ہوش و حواس سلامت نہ رہیں۔ بات صاف ہے اور ہمیں مان ہی لینی چاہیے کہ ہم سب کو اُس نے اپنے جال میں پھنسا لیا۔ ہماری حماقت پر وہ کس قدر ہنستا ہوگا۔

اختر

اگر مجھے اس کا یقین ہو جائے کہ یہ سب کچھ بناوٹی تھا

تو میری طرف سے وہ چاہے جتنا ہنستے ہنستے پاگل ہو جائے۔

مسعود علی خاں

مجھے تو پورا یقین ہے ، نہ یہ پولیس کی تفتیش تھی ، نہ کوئی ایک ایسی لڑکی تھی جس کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہو ، نہ کسی قسم کی بد نامی ـــــــ

شیریں

اور نہ کسی نے خود کشی کی ؟

پرویز

یہ تو ہم ابھی معلوم کیے لیتے ہیں ۔

شیریں

کیسے ؟

[اختر اٹھتا ہے]

پرویز

سول ہسپتال فون کر لیتے ہیں ۔ کسی لڑکی کی میت وہاں موجود ہوگی یا نہ ہوگی ، ابھی معلوم ہوا جاتا ہے ۔

مسعود علی خاں

(کسی قدر بے چینی سے) اتنی رات گئے ٹیلیفون کرنا عجیب سی بات نہ لگے گی ؟

پرویز

(ٹیلیفون کی جانب چلتے ہوئے) میں کیے لیتا ہوں ۔

سلطانہ

اور اگر وہاں اس لڑکی کی میت نہ ہوئی تو ـــــــــ

پرویز

ابھی پتا چل جاتا ہے (مسعود علی خاں سلطانہ کے پاس چلا جاتا ہے ، سب غور سے دیکھتے رہتے ہیں) ہیلو ! آپ سول ہسپتال سے بول رہے ہیں ؟ میں پرویز یعقوب ہوں ۔ یعقوب لمیٹڈ میری ہی فرم ہے ۔ اپنی ایک ملازمہ کی طرف سے ہم لوگ آج کچھ پریشان ہیں ۔ آج تیسرے پہر آپ کے ہاں کوئی ایسی لڑکی تو نہیں لائی گئی جس نے تیزاب پی کر یا کسی اور صورت سے خود کشی کر لی ہو ؟ ہاں ہاں ، دیکھ کر بتا دیجیے ۔

[وہ انتظار کرتا ہے ۔ باقی سب پریشان اور بے قرار نظر آتے ہیں ۔ اختر اٹھ کر شیریں کے پاس چلا جاتا ہے ۔ مسعود علی خاں ماتھے سے پسینہ پونچھتا ہے ۔ شیریں کانپنے لگتی ہے ۔ اختر کبھی ہاتھ جکڑ لیتا ہے ، کبھی چھوڑ دیتا ہے]

جی ؟ــــ یقین ہے آپ کو ؟ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اچھا تھینک یو ۔ گڈ نائیٹ ۔ (رسیور رکھ دیتا ہے اور سب کی طرف دیکھتا ہے) ہسپتال میں آج کوئی لڑکی نہیں مری ، خودکشی کا کیس

تو مہینوں سے نہیں آیا۔

مسعود علی خاں

(فتح مندی سے) دیکھا! اور ثبوت کیا چاہیے؟ سارا قصہ ہی من گھڑت ہے۔ ہاں ویسے جال خوب پھیلا تھا۔

سلطانہ

(مسکراتے ہوئے) مانتی ہوں پرویز! تم نے یہ جال بڑی خوبی سے تار تار کیا۔ بھئی! میں تو تمھاری بڑی احسان مند ہوں۔

پرویز

دیکھیے نا یہاں سے جانے کے بعد مجھے اتنا وقت مل گیا کہ ذرا اطمینان سے بیٹھ کر واقعات کی کڑیاں ملا سکوں۔

مسعود علی خاں

ہاں وہ تمھیں اتنا تنگ نہ کر سکا جتنا ہم سب پریشان ہوئے۔ صاف بات ہے مجھے تو اس وقت اس نے ڈرا ہی دیا تھا۔ لیکن بھئی آج کل ایک خاص وجہ یہ ہے کہ میں پبلک میں بدنامی سے ڈرتا ہوں۔ تمھیں معلوم ہی ہے۔ شیریں! اب ایسی شکل بنائے مت بیٹھی رہو، سارا قصہ ختم ہو گیا ہے۔

شیریں

سارا قصہ تو ختم نہیں ہوا۔ یہ کہیے کہ جس بات سے دل دہل گئے تھے وہ نہیں ہوئی۔ ایک بات آپ بڑی آسانی سے

بھلا بیٹھے جو میں کسی صورت سے نہیں بھول سکتی اور وہ یہ کہ ہم سب نے جن واقعات کا ذکر کیا ، وہ سب کے سب ہوئے ضرور ۔ یہ اور بات ہے کہ اُن کا انجام کسی کی موت پر نہیں ہوا ۔ یہی ہماری خوش قسمتی ہے ، لیکن یہ نہ بھولیے کہ اُن کا انجام یوں ہو سکتا تھا ۔

مسعود علی خاں

(مذاق سے) مگر اب تو بات ہی کچھ کی کچھ ہو چکی ہے ۔ تم بھی اچھی طرح جانتی ہو ۔ کیوں ؟ (انسپکٹر کی نقل اُتار کر) آپ سب اُس کے قاتل ہیں (شیریں اور اختر کی طرف اشارہ کر کے ہنستے ہوئے) جب اُس نے یہ کہا اُس وقت تم اپنی شکل دیکھتے کیسی بنی ہوئی تھی ۔ ہا ہا ہا !

[شیریں اٹھ کر دروازے کی جانب چلنے لگتی ہے]

شیریں

میں اب یہاں نہیں ٹھہر سکتی ۔ آپ کچھ ایسے باتیں کر رہے ہیں کہ مجھے ڈر لگتا ہے آپ کو دیکھ کر ۔

مسعود علی خاں

(دل سے خوش ہو کر) محض بکواس ۔ ساری بات سمجھ جاؤ گی تو حماقت پر تم بھی خوب ہنسو گی ۔ اچھا دیکھو ایک کام کرو ۔ پرویز سے وہ انگوٹھی واپس مانگ لو جو تم نے لوٹا دی تھی ، پھر تم ذرا ٹھکانے کی باتیں کروگی ۔

شیریں

آپ تو کچھ ایسے باتیں کر رہے ہیں جیسے سب کچھ ویسے ہی ہے جیسے پہلے تھا ۔

اختر

مگر میں تو یوں نہیں سمجھتا ۔

شیریں

میں تمھاری بات نہیں کر رہی ہوں ، ان سب کا یہ حال ہے ،

مسعود علی خاں

ظاہر ہے سب کچھ ایسے ہی ہے ، بس تھوڑی دیر کے لیے ہم فریب میں آ گئے تھے ۔

شیریں

تو آپ کا مطلب یہ ہے کہ واقعی کچھ ہوا ہی نہیں ؟ کوئی ایسی بات نہیں ہوئی جس پر ہمیں افسوس ہو جس سے ہم نے کوئی سبق لیا ہو ؟ ہم سب وہی کچھ کرتے رہیں جو اب تک کرتے تھے ؟

سلطانہ

ظاہر ہے ، آخر کیوں نہ کریں ؟

شیریں

میں کہتی ہوں ، وہ انسپکٹر تھا یا نہیں تھا مگر یہ واقعہ مذاق نہیں ہے ۔ اس وقت آپ بھی یہ بات اچھی طرح جانتے

تھے اور اس واقعے سے کوئی سبق لینے کو تیار تھے مگر اب پھر وہیں ہیں - اپنے وہی طور طریق رکھنے چاہئیں تھے -

مسعود علی خاں

(محظوظ ہو کر) اور آپ یہ نہیں چاہتیں ؟

شیریں

نہیں - چونکہ مجھے اچھی طرح یاد ہے اس نے کیا کہا تھا - اس وقت وہ کیسا لگتا تھا اور میں نے کیا محسوس کیا تھا - اس نے کہا تھا 'آگ اور خون کا ایک ریلا آئے گا' اور اب آپ یہ کہہ رہے ہیں - مجھے ڈر لگتا ہے آپ کی باتیں سن کر -

اختر

ہاں ، شیریں ٹھیک کہتی ہے - مجھے بھی ڈر لگتا ہے (وہ دروازے کے پاس شیریں کے قریب جا کر کھڑا ہو جاتا ہے) -

مسعود علی خاں

جاؤ تو پھر جا کر سو رہو ، خواہ مخواہ ہسٹریکل نہ بنو -

سلطانہ

تھک گئے ہیں دونوں اور کچھ بھی نہیں ، صبح سو کر اٹھیں گے تو انہیں بھی رات کی باتوں پر ہنسی آئے گی -

پرویز

(اٹھ کر شیریں کے پاس جاتا ہے) شیریں! بس اب پریشان نہ ہو ،

سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے (انگوٹھی دکھاتا ہے) کیا خیال ہے اس انگوٹھی کے متعلق ؟

شیریں

نہیں ابھی نہیں ، اتنی جلدی نہیں ، مجھے ذرا سوچ لینے دو ۔

مسعود علی خاں

(اختر اور شیریں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ذرا ان دونوں کو تو دیکھو ۔ یہ نئی نسل ، یہ لوگ جو کہتے ہیں ہم دنیا جہان کی باتیں جانتے ہیں مگر حال یہ ہے کہ اچھے سے مذاق پر ہنسنا بھی نہیں آتا ۔

[ٹیلیفون بجتا ہے ، ایک لمحہ کے لیے سناٹا چھا جاتا ہے، مسعود علی خاں جواب دیتا ہے]

Yes ! Masood Ali Khan !

Speaking ! کیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ؟ یہاں ؟ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (پرویز ، شیریں اور اختر میز کے بائیں جانب آجاتے ہیں ۔ سلطانہ میز کے دائیں جانب آتی ہے ۔ صاف معلوم ہوتا ہے دوسری جانب ٹیلیفون بند کر دیا گیا ہے ۔ مسعود علی خاں آہستہ سے رسیور رکھ دیتا ہے اور شدید گھبراہٹ کے عالم میں سب کو دیکھتا ہے) پولیس اسٹیشن سے فون آیا تھا ۔ ایک لڑکی ابھی ابھی مر گئی ہے ، ہسپتال جاتے ہوئے ۔ کوئی تیزاب پی لیا تھا ۔ ایک پولیس انسپکٹر یہاں آ رہا ہے ـــــ کچھ سوال پوچھنے ـــــ

[ایک لمحے کے لیے وہ ہکا بکا ہو کر ایسے گھورتے ہیں جیسے وہی مجرم ہوں اور پردہ گر جاتا ہے]